منظوم

تجوید المختار

مع

اظہار الاشعار

قاری محمد سلیمان اشرفی راج محلی

خانقاہ منعمیہ میتن گھاٹ پٹنہ سیٹی (بہار)

N 6598
N 6598 I Amjad

تجوید المختار مع اظہار الاشعار

تجوید المختار مع اظہار الاشعار

از

قاری محمد سلیمان اشرفی راج محلی

ناشر

خَانقَاہ مُنعِمِیَہ، میتن گھاٹ پٹنہ سیٹی (بہار)

©جملہ حقوق محفوظ بحق ناشر

نام کتاب	:	**تجوید المختار مع اظہار الاشعار**
مؤلف	:	محمد سلیمان اشرفی راج محلی
تعداد	:	پانچ سو (۵۰۰)
سن اشاعت	:	۲۰۱۴ء
صفحہ	:	۷۲
کمپوزنگ	:	محمد معروف منعمی
مطبع	:	کریئیٹو آرٹ، شاہ گنج، پٹنہ-۶
ناشر	:	جامعہ منعمیہ، خانقاہ منعمیہ قمریہ، میتن گھاٹ پٹنہ سیٹی
قیمت	:	50 روپے

ملنے کے پتے

- جامعہ منعمیہ، خانقاہ منعمیہ قمریہ، میتن گھاٹ پٹنہ سیٹی ۸
- حافظ غلام سرور، گلشن کلیمی پھول بڑیہ، راج محل، ضلع صاحب گنج (جھارکھنڈ)
- شکیل بک ڈپو، سبزی باغ، پٹنہ ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افتتاحی کلمات

حضرت سید شاہ شمیم الدین احمد منعمی
سرپرست جامعہ منعمیہ
سجادہ نشیں خانقاہ منعمیہ قمریہ، میتن گھاٹ، پٹنہ سیٹی ۸

اللّٰھُمَّ صل علی سیدنا مولینا محمد وعلی ال سیدنا ومولینا محمد معدن الجودوالکرم و منبع العلم والحلم والحکم و بارک وسلم۔

قرآن کریم اپنی بے مثال صفات کی وجہ کر کتابوں کے جہان میں یکتا و یگانہ ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں جس کے قرأت (پڑھنے) کے لیے باضابطہ ایک علم جنم لے اور اس کی اتنی شاخیں اور ذیلی شاخیں پیدا ہو جائیں کہ وہ پوری ایک Faculty بن جائے۔ ایک لفظ ''اِقْرَاْ'' کا یہ معجزہ، عقل و خرد کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا ہے۔ پہلی وحی میں ایک لفظ ''قلم'' استعمال ہوا اس کا یہ معجزہ کہ قرآن کریم کی کتابت

کے وسیلے سیکڑوں خط پیدا ہو گئے اور خطاطی بھی ایک Faculty بن گئی۔

اپنا تو یہ حال ہے کہ جس علم کے بارے میں سنتا ہوں یا کسی علم کے ماہر کو دیکھتا ہوں تو کف افسوس ملتا ہوں کہ کاش یہ علم بھی میں نے حاصل کیا ہوتا اور رشک کرنے میں حسد کی سرحدوں تک جا پہنچتا ہوں۔ حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ یاد آتے ہیں کہ فرمایا کرتے:

"مجھے ضخیم لغت زبانی یاد کرادی گئی، کاش اس کے بجائے قرآن کریم یاد کرایا جاتا"۔

یہ تو ان کی خاکساری تھی لیکن میرے ساتھ تو یہ حقیقت ہے کہ جب کسی کو قرآن حُسن صوت وحُسن لہجہ اور اَحسن ادب کے ساتھ پڑھتا ہوا سنتا ہوں تو جی کہتا ہے کاش میں نے بھی قرأت وتجوید کا باضابطہ علم حاصل کیا ہوتا اور میری قرأت بھی ایسی ہی ہوتی۔ یہ حرماں نصیبی بھی شاید اس لیے ہے کہ حسرت نایافت سے بھی کچھ یافت کی امید ہے۔ **اللّٰہ ورسولہ اعلم۔**

حضرت قطب العالم سیدنا مخدوم منعم پاک لگ بھگ اسّی برس کے سن میں پٹنہ کی سرزمین پر رونق افروز ہوئے اور جب انھوں نے میتن گھاٹ میں حکم بارگاہ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا سجادہ بچھایا تو درس وتدریس کا وطیرہ وفریضہ، دہلی کی طرح یہاں بھی جاری رکھا۔ پیرانہ سال کے باوجود اپنی خانقاہ میں حاضر آنے والے طلباء کو روزانہ درس دیتے۔ کبھی کبھی اپنے خلفاء کو بھی اپنی جگہ درس دینے کے لیے حکم دیتے۔ یہ سلسلہ اعلیٰ حضرت سید شاہ قمرالدین حسین منعمی قدس سرہ تک باضابطہ چلتا رہا پھر اس میں بے ضابطگی پیدا ہوگئی۔ بفضلہٖ تعالیٰ یہ تیسرا سال ہے کہ خانقاہ منعمیہ میں باضابطہ **جامعہ منعمیہ** درس وتدریس

کی ذمہ داریاں نبھا رہا ہے۔ ابتدائی درجات سے حفظ وقرأت اور عربی درجات کا سلسلہ باضابطہ رواں دواں ہے۔

بہتر اساتذہ کی تلاش میں قاری سلیمان صاحب اشرفی راج محلی سلمہ اللہ تعالیٰ پر نظر انتخاب پڑی یہاں تک کہ موصوف **جامعہ منعمیہ** میں باضابطہ شعبۂ قرأت میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ان کی یہ کوشش **تجوید المختار مع اظہار الاشعار**، کئی بار شائع ہوتے ہوتے رہ گئی۔ بفضلہٖ تعالیٰ قرعۂ فال جامعہ منعمیہ کے نام نکلا۔

امید قوی ہے کہ ان کی یہ منظوم کاوش اساتذہ، طلباء اور اس علم کے شائقین کے لیے مفید و کارآمد ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو۔ اس کے مصنف کو، اس کے ناشر کو اور اس سے استفادہ کرنے والوں کو قبول فرمائے اور حسن خاتمہ بخشے۔ امین!

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہم نے اپنی اس اسّی (۸۰) سالہ عمر میں جونسیان وامراض کا مجموعہ ہوجاتی ہے(اِلَّا مَنْ شَاء وَمَا شَاءَ اللّٰہ) حتی الامکان دیدہ ریزی ومغز سوزی سے اس کتاب تجوید المختار مع اظہار الاشعار مؤلفہ عزیز القدر محمد سلیمان اشرفی راج محلی کا ثواب سمجھ کر مطالعہ کیا ہے اور اصلاح دیا۔

اَلْاِنْسَان مرکب مِنَ الْخَطَا وَالنسیان۔ وَمَا توفیقی اِلَّا باللّٰہ۔

دادیم ترازِ گنجِ مقصود نشاں

گر ما نہ رسیدیم تو شاید برسی!

قاری شہزادہ خلیق الزماں

راجاپور، مظفرپور (بہار)

عرض حال

منظوم تجوید المختار کا مقصد مبتدی طالب علموں کے لئے تجوید کے قواعد کو حفظ و ضبط میں لانے میں آسانی پیدا کرانا ہے۔ اس کے اشعار یکم شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ ہی کو پورے ہو گئے تھے۔ پھر بعد رمضان محبی حافظ رحمت اللہ بھاگل پوری کے مشورے سے کچھ خلاصۂ اشعار کا بھی اضافہ کیا گیا ہے، اور نام اس رسالہ کا تجوید المختار مع اظہار الاشعار رکھا گیا ہے، رسالہ مذکورہ میں مقدمہ کے علاوہ دو باب ہیں، پہلا باب تجوید الحروف میں ہے اس میں گیارہ فصلیں ہیں اور دوسرا باب معرفۃ الوقوف میں ہے اس میں چھ فصلیں ہیں، یہ رسالہ بارہ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ میں مکمل ہوا۔ خلاصہ میں اشعار کے موافق نمبر ڈال دئے گئے ہیں اور اس کے بیان کرنے میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ قاری اگر محض خلاصہ ملاحظہ کرنا چاہے تو بار بار متن یعنی اشعار کی طرف نظر کرنے کی حاجت نہ ہو۔

اس کی طباعت کی منزلوں میں بار بار رکاوٹیں آتی رہیں ہیں، رسالہ کی تکمیل کے بعد فوراً حافظ بشیر سورتی نے ۳۰۰۰ معاوضہ کی شرط پر لی اور بعد میں کسی وجہ معقول کی بنا پر مسودہ ان سے واپس لے لیا گیا، پھر حافظ عبد السبحان سورتی کو ۵۰۰ روپئے پیشگی دے کر مسودہ ان کے حوالے کر دیا گیا، ان سے ناقابل ذکر کوتاہی سامنے آئی اور سبب کچھ ناگہانی پریشانی بتائی گئی، ہم نے کہا کچھ کوشش کی جائے تو مجھ سے اس کی کمپوزنگ کا کام ممکن ہے؟ انھوں نے چھوٹا سا قہقہ لگایا اور کہا کیوں نہیں حضرت؟ یہ کہتے ہوئے مسودہ میرے حوالے کر دیا، میں نے یہ کہتے ہوئے رخصت لی کہ انشاء اللہ اب اسے کمپوزنگ کر کے ہی ڈزائن کے واسطے آپ کو پیش کرونگا۔

بسم اللہ کر کے مدرسے کے کمپیوٹر میں اس کی کمپوزنگ شروع کر دی، کافی سست اور

دھیمی رفتار سے سیکھتا بھی جاتا اور کرتا بھی جاتا، کئی بار کمپیوٹر بگڑ جانے کی وجہ سے ناظم اعلی سے تندو تلخ سننا بھی پڑا لیکن اطمینان تھا کہ کام ہونا تھا مگر وقت نے پھر ایک بار رکاوٹ کھڑی کر دی جب ناظم اعلی نے مجھے کمپیوٹر میں بیٹھنے کی ممانعت عائد کردی مگر کمپوٹر ماسٹر جو بچوں کو کمپیوٹر سکھانے پر معمور تھے انکی منت اور توسل سے کسی طرح کمپوزنگ پوری ہوئی اور حافظ عبدالسبحان کے حوالے کردیا انہوں نے ایک فورمیٹ آج کل کر کے بمشکل تمام تیار کرلیا۔

یہ اس دن کی بات ہے جب استاذ القراء حضرت مولانا قاری اسلم ربانی صاحب جمشید پور سے سورت تشریف لانے والے تھے۔ میں کمپوزیٹر کے پاس گیا اور کہا ابھی مجھے فورمیٹ کی ایک کاپی نکال کردے دی جائے قاری اسلم ربانی صاحب تشریف لانے والے ہیں کمپوٹر دیکھا تو حیرت اور افسوس کی انتہا نہ رہی کہ فورمیٹ کرپٹ ہو چکا تھا فوراً دوسرے ماہرین کی خدمت حاصل کی گئی لیکن ناکامی ہاتھ آئی اور یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ ایسا کیوں کر ہوا۔ پھر کیا کرتا مسودہ کی ہی ایک کاپی فوٹو اسٹیٹ کر کے قاری صاحب کی بارگاہ میں اصلاح کے لئے پیش کی گئی حضرت نے نیک مشورہ سے نوازا لیکن عدیم الفرصتی کی وجہ کر کوئی تحریری اصلاح نہ فرمائی۔

ایک کاپی قاری مبارک حسین صاحب کو بھی پیش کی تو انہوں نے کافی خوشی کا اظہار فرمایا البتہ کاپی واپس نہ کی اور رسالہ کی صحت کی مکمل تائید فرمائی۔

پھر شاہجہاں پور کٹرہ شریف تدریسی خدمات کے لئے میرا آنا ہوا اور تقریباً ایک سال خدمت کی رسالہ تجوید المختار کا مجموعہ وہاں حضرت سید مسعود احمد کلیمی کو دکھایا اور انہوں نے رسالہ کئی روز رکھا اور صحیح سلامت واپس کیا مگر طباعت پر کوئی گفتگو نہ کی، اسی طرح ایک عرصہ تک وقت کے نشیب و فراز سے دوچار ہوتا رہا اور نتیجہ یہ ہوا کہ کتاب سے فطرتاً توجہ ہٹ گئی۔ پھر خانقاہ منعمیہ قمریہ، پٹنہ سیٹی کے زیر اہتمام جامعہ منعمیہ میں خدمت کا موقع

نصیب ہوا اور یہاں کے صاحب سجادہ حضرت پروفیسر سید شاہ شمیم الدین احمد منعمی مدظلہ وعمرہ ''جو ہمہ جہت شخصیت اور نمائندۂ اہل سنت ہیں'' کی مجلسوں میں بیٹھا انہیں سنا اور یہاں کے خانقاہی نظام کو اپنی استعداد کے مطابق جو کچھ سمجھا بہتر پایا بلکہ خوب تر پایا، اس کے بیان کو الفاظ نہیں ہیں۔

خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہے

ایسی خانقاہوں کے لئے ہی ہے'' رسالہ حضرت کو پیش کیا، انہوں نے پوری کتاب کو حرف بحرف پڑھا اور اپنا قیمتی اور خاص وقت اس کی تصحیح کے لئے نکالا اور بے پناہ خوشی کا اظہار فرمایا اور کہا ''یہ نادر کتاب ہے اسے جلدی چھپنا چاہئے، پھر اس میں بے حد وقت دیا اور اشعار کو جا بجا جا بجا ایسے خوبصورت الفاظ عطا کئے جس کی ضرورت تھی، ایک دفعہ حضرت کی دی ہوئی اصلاح کا ذکر از راہ خوشی میں نے حضرت سے ہی کیا تو مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ہم لوگوں نے اس کتاب میں آپ سے کچھ کم محنت نہیں کی ہے،، سبحان اللہ۔ پھر اس کی طباعت کی ذمہ داری جامعہ منعمیہ نے لیکر ناچیز کے حوصلہ کو دوبارہ زندہ کیا، **فالحمد للہ رب العالمین وجزاھم اللہ احسن الجزاء۔**

محمد سلیمان راج محلی

شعبۂ قرأت جامعہ منعمیہ میتن گھاٹ پٹنہ سیٹی

۲۴ جمادی الاخری ۱۴۳۵ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مقدمہ تجوید المختار

۱ حمد سے رحمن کی ہے ابتدا — کن سے جس نے دو جہاں پیدا کیا

۲ پیش ہیں نعتوں کی ان کو ڈالیاں — جنکے صدقے میں بنے ہیں دو جہاں

۳ پھر نبی کی آل اور اصحاب پر — ہدیۂ تسلیم ہے شام و سحر

۴ مجھ سے کچھ باتیں سنو اے دوستو — جب پڑھو قرآن مخرج سے پڑھو

۵ حرفِ مخرج سے کچھ ایسے ہوں ادا — جس سے کہ ہر حرف ہو جائے جدا

۶ کیونکہ فرضِ عین ہے ایسی ادا — جس ادا سے آپ ﷺ پر نازل ہوا

۷ رَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا پڑھو — حکمِ تجوید اور موقف جان لو

۸ جو غلط پڑھتا ہے اس قرآن کو — سن لے وہ سرکار ﷺ کے فرمان کو

۹ رُبَّ تَالٍ لِلْقُرْآنِ وَ الْقُرْآنُ — يَلْعَنُهُ کا کیا ہے مطلب خوب جان

۱۰ جان کر بھی جو پڑھے اسکو خراب — تا قیامت اس پہ ہو رب کا عتاب

۱۱ اُس جگہ سے حرف کو کرنا ادا — جو بھی مخرج ہے صحیح جس حرف کا

۱۲ اور جس انداز سے وہ ہو ادا — اسکو کہتے ہیں صفت اہل ادا

۱۳ جس کو مخرج اور صفت کا علم ہو — اس نے گویا پا لیا تجوید کو

N 6598

14 جب پڑھو تجوید سے قرآن کو — وقف کیسے ہو، کہاں ہو، جان لو
15 زینت قرآن گر مقصود ہو — لہجۂ عربی جو چاہو وہ پڑھو
16 مثل مصری یا حجازی میں پڑھو — یا تو داؤدی یا مدنی میں پڑھو
17 ہو بموجب فَاسْتَعِذْ جب ابتدا — وسطِ سورۃ ہے یا اس کی ابتدا
18 ابتدا سورۃ سے جس دم ہو قرات — ہو تعوذ و تسمیہ سورۃ کے ساتھ
19 چار صورت ہیں یہاں پر صِلُ وَصِل — قِفُ وَقِف پھر صِلُ وَقِفُ پھر قِفُ وَصِلُ
20 وسطِ سورۃ سے جو پڑھنا ہو تجھے — بسملہ کا فصل کر قرآن سے
21 آئے گر سورت کوئی وسطِ قرأت — بسملہ پڑھنا ہے پھر سورۃ کے ساتھ
22 تین صورت قِفُ وَقِف اور صِلُ وَصِل — ہیں روا اک اور اس میں قِفُ وَصِلُ

مقدمہ اظہار الاشعار

(۱) کتاب قرآن پاک وحدیث پاک کی اقتدا میں شروع کی جاتی ہے، حدیث پاک ہے **کل امر ذی بال لم یبدأ بحمد اللّٰہ فھو اقطع واجذم** یعنی ہر امر ذیشان جو اللہ کی حمد سے نہ شروع کیا جائے وہ ادھورا اور ناقص رہ جاتا ہے۔

(۲) اس کے بعد آقائے کائنات پر نعتوں کی ڈالی نچھاور کی جاتی ہے، کیونکہ قبولیت اعمال کے لئے آپ خدا اور بندوں کے درمیان وسیلہ ہیں، (۳) پھر آپ کی آل اطہار واصحاب کبار کو ہدیۂ تسلیم پیش کیا جاتا ہے، کیونکہ آپ کی آل پاک کی سچی محبت ذریعۂ نجات ہے اور اصحاب ذی وقار بندوں کے لئے ہدایت کے درخشندہ ستارے ہیں۔

(۴) یہاں سے مقدمہ ہے۔ مقدمہ ایسی باتوں کا نام ہے جو مفید و مرتبت ہونے کی وجہ سے مقصود سے پہلے بیان کی جاتی ہے (۵) یعنی جب قرآن پڑھنا ہو تو صحیح مخرج 'جس کا ذکر کتابوں میں آیا، سے پڑھنا ضروری ہے۔ (۶) لاپرواہی سے ایک حرف کے بجائے دوسرا حرف پیدا ہو جاتا ہے مثلاً شین کی جگہ سین، صاد کی جگہ سین، طا کی جگہ تا، حا کی جگہ ہا، اور ضاد کی جگہ دال وغیرہ۔ اس کی بنا پر ایک معنی کے بجائے دوسرا معنی پیدا ہو جاتا ہے، جس کو فساد معنی کہتے ہیں۔ (۷) قرآن پاک میں ہے 'وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا۔ (مزمل) امام بیضاوی فرماتے ہیں ای جودِ القُرآنَ تجویدًا، اور حضرت علی مولائے کائنات فرماتے ہیں ھو تجوید الحروفِ ومعرفة الوقوفِ، یعنی ترتیل نام ہے حروف کو تجوید۔ سے پڑھنے اور وقف کے مواقع و کیفیات کے جاننے کا۔ بس حکم تجوید اور حکم وقف اسی آیت کریمہ سے ثابت ہو گیا۔ دوسری جگہ قرآن عظیم میں ہے 'الذین اٰتینٰھم الکتاب یتلونہٗ حق تلا وتہ۔ (البقر) یعنی جن لوگوں کو ہم نے کتاب عنایت کی وہ اس کو ایسا پڑھتے ہیں جیسا کہ اس کے پڑھنے کا حق ہے۔ حضرت امام غزالی فرماتے ہیں کہ حق تلاوت یہ ہے کہ تلاوت میں زبان وعقل اور دل تینوں شریک ہوں، زبان کا حصہ حروف کی تصحیح اور عقل کا حصہ معانی و مطالب کی تفسیر اور دل کا حصہ اطاعت و نصیحت پذیری ہے۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ لغت کی رو سے ترتیل کے معنی ہیں واضح اور صاف پڑھنا اور شریعت میں ان سات چیزوں کی رعایت رکھنے کا نام ترتیل ہے:

اول : حرف کو اس کے مخرج سے نکالنا۔

دوم : وقف و ابتدا کا لحاظ رکھنا۔

سوم : تینوں حرکتوں کا صاف ادا کرنا۔

چہارم : آواز کا قدرے بلند کرنا۔

پنجم : آواز کا عمدہ بنانا۔

ششم : تشدید و مد کا خیال رکھنا۔

ہفتم : ترہیب وعذاب کی آیتوں پر دعاء واستغفار اور ترغیب وثواب کی آیتوں پر سوال جنت کرنا۔۔

(۸) حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ ' بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ وہ قرآن کی تلاوت اس حال میں کرتے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا جاتا ہے،(۹) حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں' اس حدیث میں تین طرح کے لوگ داخل ہیں ایک بے عمل اور دوسرے تحریف کرنے والا تیسرے غلط پڑھنے والا۔ محقق وامام علامہ جزری ایک شعر میں فرماتے ہیں:

وَالْاخذُ بِالتَّجویدِ حتمٌ لَازمٌ مَنْ لَّمْ یُجودِ القراٰنَ اٰثمٌ

(۱۰) (یعنی قرآن مجید کا تجوید کے مطابق ادا کرنا نہایت ہی ضروری اور لازم ہے اور جو شخص قرآن مجید کو تجوید سے نہ پڑھے وہ گنہگار رہے۔)

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:

ہٰذا العلمُ لَاخِلافَ فِیْہِ اَنَّہٗ فرضُ کِفَایَۃٌ وَالعَمَلُ بِہٖ فرضٌ عَیْنٌ عَلیٰ صَاحِبِ کُلِّ قِرَاءَۃٍ وَرِوَایَۃٍ وَلَوْ کَانَتِ الْقِرَاءَۃُ سُنَّۃٌ۔ (یعنی اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ قواعد تجوید کا جاننا فرض کفایہ اور ان کے مطابق عمل کرنا ہر قرات وروایت میں فرض عین ہے اگرچہ نفس تلاوت مسنون اور مستحب ہے (المنح الفکریہ)

حضرت علامہ شیخ محمد مکی فرماتے ہیں فَقَدِ اِجْتَمَعَتِ الاُمَّۃُ المَعْصُومَۃ عَنِ الخطاءِ عَلیٰ وجوبِ التَّجوید، مِن زَمنِ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ زَمَانِنَا لَمْ یَختلفْ فِیہ عَنْ اَحَدٍ مِنھم وَھٰذا مِن اَقْوٰی

الْحِجَجِ یعنی امت معصومہ عن الخطاء، (وہ امت جس کا اجماع غلطی سے محفوظ ہے) اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ مبارکہ سے لیکر ہمارے اس زمانے تک تجوید کے وجوب پر اتفاق کیا ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور یہ اجماع (تجوید کے وجوب وضرورت پر) قوی ترین دلیل ہے۔

(۱۱) مخرج کا لغوی معنی نکلنے کی جگہ ہے اور اصطلاح میں **ھو موضعُ خروجُ الحرفِ** یعنی منہ کی وہ جگہ ہے جہاں سے حروف نکلتے ہیں۔ (۱۲) صفت کے لغوی معنی ہیں **مَاقَامَ بِالشَّيءِ** یعنی وہ چیز جو کسی دوسری چیز کے سہارے قائم ہو خود مستقل قائم نہ ہو مثلا رنگ، علم وغیرہ اور اصطلاح میں صفت کہتے ہیں **هِيَ كَيفيةٌ لَا حِقَةٌ لِلحرفِ عندَ حصُولِهِ فِي المخرَجِ من الجهرِ وَ الهَمسِ وَالغُنَّةِ والاخفاءِ** یعنی صفت حرف کی وہ کیفیت اور ہیت ہے جو مخرج سے ادا ہوتے وقت اسکو لاحق ہوتی ہے جیسے کہ آواز کا بلند یا پست ہونا یا غنہ، ادغام، اخفا وغیرہ، (۱۳) اور تجوید کا لغوی معنی عمدہ کرنا، سنوارنا ہے اور اصطلاح فن میں حروف کو اس کے مخرج سے مع جمیع صفات کے ادا کرنا۔

(۱۴) جب تجوید کے موافق قرآن پاک پڑھا جائے تو وقف کے مقامات اور کیفیات کا جاننا بھی ضروری ہے، اس لئے کہ ترتیل نام ہے تجوید کے ساتھ وقف کی بھی رعایت کرنے کا۔ لہٰذا بغیر معرفتِ وقف ترتیل نامکمل ہوگی کیونکہ وقف بے محل کرنے سے معنی غیر مراد کا وہم ہوتا ہے اور بعض جگہ مراد ایسی بدل جاتی ہے کہ جس کا اعتقاد گناہ یا کفر ہو جاتا ہے مثلاً قرآن عظیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول **فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَإِنَّكَ غَفُوْرٌ الرَّحِيمٌ**۔ اس آیت میں وقف **مِنِّيْ** یا ختم آیت کے بجائے اگر **عَصَانِيْ** پر کیا جائے تو معنی غیر مراد پیدا ہو جاتا ہے۔ صحیح وقف **مِنِّيْ** تک کا ترجمہ یہ ہے "پس جس نے میری پیروی کی وہ مجھ سے ہے۔ غلط وقف **عَصَانِيْ** تک کا ترجمہ

'پس جس نے میری پیروی اور نافرمانی کی وہ مجھ سے ہے۔

ایک صحیح روایت میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطیب کو سنا وہ کہتا ہے من یطع اللّٰہَ ورسولہٗ فقد رشداو من یعصم ھما (یعنی جس نے اللہ ورسول کی اطاعت اور نافرمانی کی وہ ہدایت یافتہ ہوا۔) اس جگہ پر خطیب ٹھہر گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو قوم کا برا خطیب ہے۔یہ کیوں نہیں کہتا کہ 'وَمَن یَّعصِمھمَا فَقَد غوٰی، یعنی جس نے ان کی نافرمانی کی وہ ہلاک ہوا۔خطیب کو رَشَدًا پر ٹھہرنا تھا تو ترجمہ ہوتا، 'جس نے اللہ ورسول کی اطاعت کی وہ ہدایت پایا۔یا غوٰی، پر ٹھہرنا تھا (جیسا کہ آقائے کائنات نے تنبیہ فرمائی) تو ترجمہ ہوتا 'جس نے اللہ ورسول کی اطاعت کی وہ ہدایت پایا اور جس نے انکی نافرمانی کی وہ محروم اور ہلاک ہوا۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عام بول چال میں اگر بے محل ٹھہرنا ناگوار اور معیوب ہے تو پھر قرآن پاک میں بے موقع ٹھہرنا کس درجہ غلط اور مکروہ ہوگا۔چنانچہ تجوید الحروف کے ساتھ ساتھ وقف کی بھی رعایت ہو تبھی قرآن پاک کی تلاوت احسن طریقے پر ہوگی۔(۱۵) رہا لہجہ' عربی سو یہ تجوید وقرات میں داخل نہیں البتہ عربی لہجہ سے کلام اللہ پڑھنا مستحسن اور بہت اچھا ہے۔چنانچہ حدیث پاک ہے 'لَیْسَ مِنَّا مَن لَّمْ یَتَغَنّ بِا لقُراٰنِ، یعنی جو قرآن پڑھنے میں اچھی آواز نہ بنائے وہ ہم میں سے نہیں اور موطا میں ہے کہ 'اِقْرءُ وُالقُراٰنَ بِلُحُونِ العربِ، یعنی قرآن کو عربوں کے لب ولہجے میں پڑھو۔لہٰذا جس سے ہو سکے اسے لہجہ سے لا پرواہی بھی نہیں چاہیئے،(۱۶) اور لہجے مثلاً یمنی، مایہ، محطہ، حسینی، رکبی اور عشّاقی وغیرہ ہیں۔

(۱۷) استعاذہ کے ساتھ جب قرآن پاک کی تلاوت شروع کی جائے تو استعاذہ، بسملہ اور سورت کے وصل اور فصل کے اعتبار سے جو جو صورتیں پیدا ہوتی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱۸) استعاذہ اور بسملہ کے بعد تلاوت اگر شروع سورت مثلاً اَلْحَمْدُ سے ہے جس کو شروع قرات شروع سورت کہتے ہیں، تو استعاذہ، بسملہ اور سورت کو پڑھنے کے چار طریقے نکلتے ہیں اور سب جائز ہیں۔ (۱۹) چار صوتیں یہ ہیں:

اول صِلْ وَصِلْ ۔ یعنی استعاذہ، بسملہ اور شروع سورت کو ایک ساتھ ملا کر پڑھنا۔

دوم قِفْ وَقِفْ یعنی استعاذہ، بسملہ اور شروع سورت ہر ایک کو الگ الگ وقف کے ساتھ پڑھنا۔

سوم صِلْ وَقِفْ یعنی استعاذہ، بسملہ کو ملا کر اور شروع سورت کو الگ پڑھنا۔

چہارم قِفْ وَصِلْ یعنی استعاذہ بسملہ سے الگ اور بسملہ کو سورت سے ملا کر پڑھنا۔

اول کو وصل کل دوم کو فصل کل سوم کو وصل اول فصل ثانی اور چہارم کو فصل اول وصل ثانی بھی کہتے ہیں، یہ چار طریقے شروع قرات شروع سورت کے ہیں، مذکورہ صورتوں کا نقشہ نیچے ہے۔

نقشہ شروع قرات شروع سورت

۱۔ استعاذہ ...... بسملہ ...... الحمد — وصل کل

۲۔ استعاذہ بسملہ الحمد — فصل کل

۳۔ استعاذہ ...... بسملہ الحمد — وصل اول فصل ثانی

۴۔ استعاذہ بسملہ ...... الحمد — فصل اول وصل ثانی

(۲۰) شروع قرات اگر وسط سورت (مثلاً تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا) سے ہو تو بسملہ کو قرآن پاک سے الگ کر کے پڑھنا چاہیے ایسی صورت میں بھی چار صورتیں نکلیں گی مگر دو ہی جائز ہیں اور دو غیر جائز (یعنی دو بہتر نہیں) یعنی وصل کل اور فصل اول وصل ثانی غیر جائز ہیں، اور فصل کل، اور وصل اول فصل ثانی یہ دونوں جائز ہیں۔ مذکورہ صورتوں کا نقشہ نیچے ہے۔

نقشہ شروع قرات درمیان سورت مع بسملہ

۱۔ استعاذہ...... بسملہ...... تلک الرسل وصل کل غیر جائز ہے

۲۔ استعاذہ بسملہ تلک الرسل فصل کل جائز ہے

۳۔ استعاذہ...... بسملہ تلک الرسل وصل اول فصل ثانی جائز ہے

۴۔ استعاذہ بسملہ...... تلک الرسل فصل اول وصل ثانی غیر جائز ہے

نقشے میں بیچ کی دوصورتوں میں بسملہ کا فصل قرآن (تلک الرسل) سے ہے، بس یہی دوصورتیں جائز ہیں، اور وصل بسملہ بالقرآن والی (اوپر نیچے کی) دوصورتیں غیر جائز یعنی بہتر نہیں ہیں، اور اس (شروع قرات درمیان سورت) میں ترک بسملہ کے ساتھ دو طریقے ہیں، وصل اور فصل لیکن وصل اس شرط پر کہ شرع میں اللہ جلا جلالہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کوئی نام یا ضمیر نہ ہو، مثلاً آیۃ الکرسی یا محمد رسول اللہ سے استعاذہ کا وصل جائز نہیں۔

نقشہ شروع قرات درمیان سورت ترک بسملہ سے

۱۔ استعاذہ...... سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ وصل جائز ہے

۲۔ استعاذہ سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ فصل جائز ہے

مذکورہ دونوں صورتیں وصل وفصل کی جائز ہیں۔

نیچے ان صورتوں کا نقشہ ہے جس میں استعاذہ کا وصل اسم اللہ اور اس کی ضمیر اور اسم رسول اور اس کی ضمیر کے ساتھ ہے، جو غیر جائز ہے۔

۱۔ استعاذہ...... اللہ لا الہ الا ھو وصل استعاذہ، اسم اللہ سے

۲۔ استعاذہ...... ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو وصل استعاذہ، اللہ کی ضمیر سے

۳۔ استعاذہ...... محمد رسول اللہ وصل استعاذہ، اسم رسول سے

۴۔ استعاذہ...... تلک الرسل فضلنا وصل استعاذہ، رسول کی ضمیر سے

مذکورہ تمام صورتیں جو وصل استعاذہ کی ہیں غیر جائز ہیں۔واضح رہے کہ اللہ ورسول کے نام اور ضمیر سے استعاذہ کا وصل جیسے ناجائز ہے ایسے ہی بسملہ کا وصل اگر درمیان سورت سے کیا جائے (جو غیر اولیٰ اور بہتر نہیں) تو دیکھنا چاہئے کہ شروع میں شیطان رجیم کا نام نہ ہو۔

(۲۱) درمیان قرات اگر کوئی سورت (علاوہ براءت کے) آئے یا وہی سورت پھر پڑھی جائے تو پھر بسملہ پڑھنا ضروری ہے۔

(۲۲) ایسی جگہ بھی وصل وفصل کی چار صورتیں ہیں، وصل کل، فصل کل، وصل اول فصل ثانی اور فصل اول وصل ثانی، مگر وصل اول فصل ثانی یہاں غیر جائز ہے، ایسی جگہ کو درمیان قرات شروع سورت کہتے ہی۔

<u>نقشہ درمیان قرات شروع سورت</u>

۱-	ولا الضالین	بسملہ......	الٓمٓ	وصل کل، جائز ہے
۲-	ولا الضالین	بسملہ	الٓمٓ	فصل کل، جائز ہے
۳-	ولا الضالین	بسملہ......	الٓمٓ	وصل اول فصل ثانی ناجائز ہے
۴-	ولا الضالین	بسملہ......	الٓمٓ	فصل اول وصل ثانی جائز ہے

شاطبیہ میں ہے:

وَمَهْمَا تَصِلْهَا مَعْ اَوَاخِرِ سُوْرَةٍ ÷ فَلَا تَقِفَنَّ الدَّهْرَ فِيْهَا فَتَثْقُلَا

یعنی اور جب تو بسملہ کو آخر سورت کے ساتھ ملا کر پڑھے تو ہرگز بسملہ کے آخر میں وقف نہ کرے تاکہ تو الجھن کا باعث نہ ہو۔ کیونکہ آخر سورت سے بسملہ کا وصل کرنے سے بسملہ کا تعلق آخر سورت سے معلوم ہوتا ہے، جبکہ اس کا تعلق شروع سورت سے ہے۔

باب اول: تجوید الحروف

پہلی فصل مخارج الحروف

۱ میں نے جو اپنے مشائخ سے سنا — تو بھی سن پیارے وہ حرفوں کی ادا

۲ اولاً سترہ مخارج جان لے — حرف کے مخرج ہیں کیا پہچان لے

۳ واؤ، یا ساکن، الف، مدہ ہیں سب — قبل، حرکت ہو موافق اسکے جب

۴ جوفِ لب سے واؤ اور جوفِ دہان — یائے مدہ کا ہے مخرج خوب جان

۵ اور جوفِ حلق ہے مخرج الف — اسکو ہمزہ سے نہ کرنا متصف

۶ چھ حروفِ حلق ہیں اے خوش لقا — ہمزہ ہا، و عین، حا، و غین، خا

۷ ابتدائے حلق سے ہیں، ہمزہ، ہا — درمیانِ حلق سے ہیں عین، حا

۸ حلقِ آخر سے نکالو غین، خا — رنج مت کر تجھ پہ ہو فضلِ خدا

۹ جڑ زباں سے قاف ہوتا ہے ادا — کاف اس سے ہٹ کے اوپر کو ذرا

۱۰ جیم، شین اور یا کہ جب مدّہ نہ ہو — تم زباں کے بیچ سے اس کو پڑھو

۱۱ لے زبان کا اک کنارہ ڈاڑھ سے — ضاد کو کر لے ادا آرام سے

۱۲ دائیں بائیں سے تو کیوں حیران ہے — ضاد بائیں سے ذرا آسان ہے

۱۳ ہے کنارے سے زباں کے لام جان — جب مسوڑے سے لگے تیری زبان

۱۴ پھر زباں کے سر کو تالو سے ملا — نون آسانی سے ہو جائے ادا

۱۵ تالو جو پشتِ زباں سے ہے قریب — لے زباں اس سے ملا، را، اے حبیب

۱۶ اور زباں کے سر سے ہیں تا، طا، و دال — یہ ثنایا علیا کی جڑ سے نکال

۱۷ پھر زباں کے سرسے ہیں ثا، ظاوذال　　یہ ثنایا علیا کے سر سے نکال

۱۸ جب ملا لے دانت کو نوک زباں　　سے ہوزا، سین اور صاد اے خوش بیاں

۱۹ دانت اوپر کے کناروں کو ملا　　لب سے نیچے کے تو ہوگا فا ادا

۲۰ واؤ، با و میم میں دو لب ملا　　واؤ میں لب کا ہو کچھ حصہ کھلا

۲۱ غنّہ کا مخرج ہے خیشوم باصواب　　ہو گئے سترہ مخارج کر حساب

خلاصۂ اشعار

(۱) جو مخارج کتب تجوید میں بیان کئے گئے ہیں انکے التزام سے ہی تلاوت قرآن موافق صحابۂ کرام اور سنت خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے پر ہو سکتی ہے کیونکہ حروف قرآنی کا صحیح تلفظ اور انداز تلاوت یہ نقلی ہے، صاحب قرآن محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان وحی سے سلسلہ بسلسلہ نقل ہوتی آئی ہے، پھر ائمہ اور مشائخ فن نے اپنی خداداد مہارت سے جملہ حروف کے اندازِ ادا کو زبان و دہان کے الگ الگ حصوں کے لئے متعین اور خاص کرلیا، بس اسی کا نام علم تجوید اور فن تجوید ہے۔ (محمد سلیمان اشرفی)

بغیر علم تجوید کے تلاوت کامل نہیں اور بغیر شیخ کامل کے قرآن کی ادا معتبر نہیں۔

واضعین فن تجوید یہ ہیں ابو عبد الرحمٰن خلیل بن احمد فراہیدی المتوفی سنہ ۱۷۰ھ عمر بن عثمان الملقب سبویہ المتوفی سنہ ۱۸۸ھ محمد بن مستنیر عرف قطرب المتوفی سنہ ۲۰۹ھ یحییٰ بن زیاد فرّا المتوفی سنہ ۲۰۷ھ مبرد المتوفی سنہ ۲۸۶ھ اور اس فن کی وضع تقریباً سنہ ۱۵۰ھ سے شروع ہوتی ہے۔

(۲) حضرت علامہ خلیل کے نزدیک مخارج کل سترہ ہیں اور اکثر علماء تجوید نے اسی مذہب کو پسند کیا ہے۔ مخارج یاد کر لینے کے بعد حرف کو اسکے مخرج سے پرکھ لینا ضروری ہے

(۳) حروف مدہ تین ہیں الف، واؤ ساکن ماقبل ضمہ اور یا ساکن ماقبل کسرہ۔ تینوں حروف مد کا مجموعہ نُوْحِیْھَا ہے۔ (۴) جوف لب (ہونٹوں کی خالی جگہ) سے واؤ مدہ ادا ہوتا ہے،

دہان (منہ) اور زبان کی خالی جگہ سے یا مدہ ادا ہوتی ہے۔

(۵) حلق کی خالی جگہ سے الف ادا ہوتا ہے اسے ہمزہ نہ سمجھنا چاہئے۔ (۶) حلق سے ادا ہونے والے حروف چھ ہیں، ہمزہ، ہا، عین، حا، غین، خا۔ حلق کے تین حصے ہیں، (۷) ابتداء حلق سے جو سینے کی جانب ہے پھر بیچ حلق پھر آخری حلق جو منہ کی جانب ہے، شروع حلق سے ہمزہ، ہا۔ بیچ حلق سے عین، حا۔ (۸) آخر حلق سے غین، خا ادا ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ محنت کرنے والوں کو کامیاب کرتا ہے، مشق سے بھاگنا نہ چاہئے۔ (۹) آخر حلق کے بعد جڑ زبان ہے وہاں سے قاف اور اس کے مخرج (جڑ زبان) سے کچھ اوپر منہ کی جانب سے کاف ادا ہوتا ہے۔ (۱۰) جیم، شین اور یائے غیر مدہ کا مخرج بیچ زبان ہے جبکہ زبان تالو سے لگے۔

(۱۱) زبان کی ایک کروٹ کو ڈاڑھ سے ملا کر ضاد ادا کیا جاتا ہے۔ (۱۲) زبان کی دونوں کروٹوں (یعنی دونوں کناروں) کو ایک ساتھ دونوں جانب کے ڈاڑھ سے ملا کر ضاد ادا کرنا بہت اچھا ہے مگر یہ مشکل ہے، لکھا ہے دونوں کناروں سے ضاد ادا کرنا آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خصوصیت تھی۔ (نہایۃ القول المفید، ص:۴۳) محققین کا تجربہ اور واقعہ بھی یہی ہے کہ ضاد بائیں جانب سے ادا کرنا زیادہ آسان ہے البتہ کسی کو اگر دائیں جانب سے آسان معلوم ہو تو اختیار ہے کہ آسانی دیکھے۔ (۱۳) زبان کے سامنے کا کنارہ اور مسوڑے سے لام ادا ہوتا ہے۔ (۱۴) سرا زبان تالو سے مل کر نون ادا ہوتا ہے۔

(۱۵) پشت زبان مع سرا زبان تالو سے مل کر را ادا ہوتی ہے۔ (۱۶) سرا زبان ثنایا علیا (اوپر کے سامنے والے دو بڑے دانتوں) کی جڑ سے مل کر، تا، دال، طا ادا ہوتے ہیں۔

(۱۷) سرا زبان ثنایا علیا کے سر سے مل کر، ثا، ذال، ظا ادا ہوتے ہیں۔ (۱۸) سرا زبان مع ثنایا علیا و سفلی مخرج زا، سین، صاد کا ہے۔ (۱۹) اوپر کے دانتوں کا کنارہ نیچے کے لب سے مل کر فا ادا ہوتا ہے۔

(۲۰) واؤ، با، میم دونوں لب مل کر ادا ہوتے ہیں، لیکن واؤ میں لبوں کا کچھ حصہ کھلا ہوتا ہے۔

(۲۱) حرف غنہ خیشوم سے ادا ہوتا ہے، یہاں پر سترہ مخارج پورے ہوئے۔

دوسری فصل

صفات لازمہ متضادہ

1 دس صفاتِ لازمہ میں ہے تضاد — پانچ ضد ہیں پانچ کی اے بامراد

2 یک صفت ہے حرف میں ضد کی اگر — دوسری لانے کی اسمیں ضد نہ کر

3 ھمس کی ضد جھر ہے یہ یاد کر — شدت ورخوا ہیں ضد بایک دگر

4 اور استعلا کی ضد ہے استفال — مطبقہ کی مُنفَتِح اے نونہال

5 مذلقہ کی ضد ہے مصمِت جان لے — کون کس کی ضد ہوئی پہچان لے

6 دے فَحَثَّہٗ میں ملا شَخْصٌ سَکَت — یہ حروف ھمس ہیں اے خوش صفت

7 دس حروف ھمس کو تو چھوڑ دے — جھر اس کی ضد، کہ سب ہیں جو بچے

8 ہے شدیدہ اَجِدُ قَطٍّ اور بَکَت — باقی حرفوں میں ہے رخوا کی صفت

9 لِنْ عُمَر میں رخوا اور شدت نہیں — یہ ہے دونوں کا توسط اے ذہیں

10 خُصَّ ضَغْطٍ قِظ میں استعلا ہے جان — استفال اور باقی حرفوں میں ہے مان

11 صاد، ضاد وطا، وظا میں ہے طَبَق — باقی سب ہیں مُنفَتِح لے لے سبق

12 مذلقہ ہیں فَرَّ مِنْ لُبٍّ میں جمع — باقی سب مُصمِت ہیں اے دل آئنہ

خلاصہ اشعار

(۱) صفات لازمہ متضادہ دس ہیں، جس میں پانچ پانچ کی ضد ہے۔ (۲) ایک حرف میں اگر دس صفتوں میں سے پانچ پائی جائیں گی تو دوسری پانچ اسکی ضد والی صفتیں نہیں پائی جائیں گی،

مثال کے طور پر 'ت' اس میں ھمس، شدت، استفال، انفتاح اور اصمات ہے تو پھر ہمس کی ضد جھر، شدت کی ضد رخوا، استفال کی ضد استعلا، انفتاح کی ضد اطباق اور اصمات کی ضد اذلاق یہ پانچ صفتیں 'ت' کے اندر نہیں ہوسکتی۔

(۳) ھمس کی ضد جھر ہے اور شدت کی ضد رخوا ہے۔ (۴) استعلاء کی ضد استفال ہے اور اطباق کی ضد انفتاح ہے۔ (۵) اذلاق کی ضد اصمات ہے۔

(۶) فحثہٗ شخص سکت یعنی اسکو ایسے شخص نے ترغیب دی جو خاموش رہا، اس مجموعہ کے حروف میں ہمس کی صفت ہے۔ (۷) مذکورہ دس حروفِ ہمس کے علاوہ جو بھی حروف ہیں اس میں جہر کی صفت ہے، جہر کا مجموعہ یہ ہے، عَظُمَ وَزنُ قَارِئٍ ذِیْ غَضٍّ جَدَّ طَلَبَ (نگاہ نیچی رکھنے والے قاری کا وزن گراں ہوا، اس نے طلب میں کوشش کی)

(۸) اَجِدُ قَطٍّ بَکَتْ میں قط کو روئی جیسی پاتا ہوں، قط محبوبہ کا نام ہے۔ (نہایت القول المفید، ص:۰۹) یہ مجموعہ شدت کا ہے، اس کے تمام حروف کے اندر شدت کی صفت ہے اور انکو شدیدہ کہتے ہیں، اس کے مجموعہ کے علاوہ تمام حروف کے اندر رخوا کی صفت ہے اور انکو رخوا یا مسترخیہ کہتے ہیں اور مجموعہ رخوا کا یہ ہے خُذْ غَثَّ حَظٍّ فُضَّ شَوْصٍ زِیَّ سَاہٍ

(۹) شدت کی جوڑ رخوا کے درمیان ایک صفت متوسطہ ہے جو دونوں کے درمیان بین بین کی طرح ہے اس کے حروف لام، نون، عین، میم، را، ہے اور اس کا مجموعہ لِنْ عُمَرَ ہے یعنی اے عمر نرمی کرو! ان حرفوں میں صفت متوسطہ پائی جائے گی (شدت یا رخوا کا شمار ان حرفوں کے اندر نہیں ہوگا) کیونکہ ان حروف میں کسی قدر شدت اور کسی قدر رخاوت ہے مکمل شدت نہیں اور مکمل رخاوت بھی نہیں، ورنہ ان کا شمار شدیدہ یا حروف رخوا میں ہوتا۔

(۱۰) خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ، (موسم گرما میں بانس کے تنگ گھر میں رہ) اس مجموعہ کے حروف میں استعلاء کی صفت ہے اس کے علاوہ باقی تمام حروف میں استفال کی صفت

ہے، استفال کے حروف کا مجموعہ ہے اُنْشُرْ حَدِیْثَ عِلْمِکَ سَوْفَ تُجَھَّزْ بِذَا یعنی اپنی علمی بات کو مشہور کر ضرور اس کے بدلے تجھے سروسامان دیا جائے گا۔(۱۱) صاد، ضاد، طا، ظا، میں صفت اطباق کی ہے ان کے علاوہ باقی تمام حروف میں انفتاح کی صفت ہے جن کا مجموعہ ہے مَنْ اَخَذَ وِجَدَ سَعَةٍ فَزَکّٰی حَقٌّ لَّہٗ شُرْبُ غَیْثٍ یعنی جو وسعت مالی پائے اور مال کی زکوٰۃ ادا کرے تو رحمت کی بارش سے یقیناوہ سیراب ہوگا۔

(۱۲) فَرَّ مَنْ لَّبَ، (وہ شخص بھاگا جو عقل مند ہوا) یہ مجموعہ اذلاق کا ہے، اسکو المنح الفکریہ میں 'فَرَّ مَنْ لَّبَّ' لکھا ہے اس ترکیب سے کہ فر فعل ماضی اور مَنْ اسم موصول اور لَبَّ فعل ماضی اپنے پوشیدہ فاعل سے مل کر مَنْ کا صلہ مَنْ موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل فَرَّ فعل کا، اور اس کو فَرَّ مِن لُّب بھی پڑھتے ہیں، یعنی ھَرَبَ الْجَاہِلُ مِنْ ذِیْ لُبٍّ اَیْ ذِیْ عَقْلٍ (جاہل عقل مند سے بھاگا) اس کے تمام حروف میں اذلاق کی صفت ہے، اس مجموعہ کے علاوہ تمام حروف اصمات کے ہیں اور اصمات کا مجموعہ یہ ہے 'جُزْ غَشَّ سَاخِطٍ صَدَّ ثِقَةً اِذْ وَعْظُہٗ یَحُضُّکَ، غصہ کرنے والے کے کہنے سے باز رہ اور اعتماد کر کہ اس کی نصیحت تجھکو بھلائی پر ابھارے گی۔ یہاں صفات لازمہ متضادہ کے پانچ جوڑے پورے ہوگئے اب ہر ایک کا خاصہ بالترتیب لکھا جاتا ہے۔

ہمس لغت میں پست صوت کے معنی میں ہے اور اصطلاح میں مخرج میں آواز کا اس طرح ٹھہرنا کہ جس سے سانس بھی جاری ہو جیسے فَحَثَّ میں ثا (نہایہ ص ۵٦) جہر کے لغوی معنی بلندی کے ہیں اور اصطلاح قراء میں مخرج میں آواز کا ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرنا کہ سانس کامل طور پر بند ہو جائے جیسے بروج میں جیم (نہایہ ص ۵٦) شدت کے لغوی معنی سختی اور مضبوطی کے ہیں اور اصطلاح فن میں حرف شدیدہ کی ادائیگی کے وقت آواز مخرج میں کمال قوت کے ساتھ ٹھہرنے اور بند ہونے کو کہتے ہیں (نہایہ ص ۵۸) نہایہ میں شدت

کی تعریف یوں کی گئی ہے اِنْحِبَاسُ جَرْیِ الصَّوْتِ عِنْدَ النُّطْقِ بِالْحَرْفِ لِکَمَالِ قُوَّةِ الْاِعْتِمَادِ عَلَی الْمَخْرَجِ واضح رہے کہ جہر میں آواز مخرج میں قوت کے ساتھ اور شدت میں کمال قوت کے ساتھ ٹھہرتی ہے۔

متوسط، شدت اور رخاوت کے درمیان ایک صفت ہے اسکو توسط کہتے ہیں توسط کا معنی درمیان ہے کیونکہ اہل ادا کے نزدیک ان حروف (لن عمر) کی ادا کے وقت آواز مخرج میں کچھ جاری اور کچھ بند ہوتی ہے اس لئے اسکو توسط یا متوسط کہتے ہیں۔ اگر سوال کیا جائے کہ شدت اور رخوا دو متضاد صفتیں ہیں پھر متوسط یعنی لن عمر کے حروف میں دونوں صفتیں (شدت ورخوا) کیسے جمع ہوتی ہیں؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ اصل تضاد شدت و رخاوتِ کاملہ میں ہے ناقصہ میں نہیں، یعنی لنعمر کے حروف میں کچھ سختی اور کچھ نرمی ہے اور ایسا ہو سکتا ہے، الغرض لن عمر شدت و رخاوتِ ناقصہ میں متوسط ہے کاملہ میں نہیں۔ رخوا کے معنی نرمی کے ہیں اور اصطلاح میں آواز کا مخرج میں اس قدر نرمی کے ساتھ ٹھہرنا کہ جاری رہے۔ نہایہ ص ۵۹ میں ہے جَرَیَانُ الصَّوْتِ مَعَ الْحَرْفِ لِضُعْفِ الْاِعْتِمَادِ عَلَی الْمَخْرَجِ استعلاء کے لغوی معنی بلندی کے ہیں اصطلاح قراء میں حرف کو ادا کرتے وقت زبان کی جڑ کا اوپر تالو کی طرف بلند ہو جانا ہے۔ استفال کے معنی نیچے کے ہیں اور اصطلاح میں حرف کو ادا کرتے وقت زبان کی جڑ کا تالو کی طرف بلند نہ ہونا۔ اطباق کا لغوی معنی ڈھانپنا، بند کرنا ہے، اور اصطلاح میں حرف کے ادا کرتے وقت بیچ زبان کا تالو کو ڈھانپنا ہے۔ انفتاح کے معنی کھلنا، الگ ہونا، اصطلاح میں حرف کو ادا کرتے وقت بیچ زبان کا اوپر تالو سے الگ رہنا ہے۔ اذلاق کا لغوی معنی پھسلنا، تیز ہونا ہے اور اصطلاح میں حرف کا اس کے مخرج سے تیزی اور سہولت کے ساتھ ادا ہونا ہے۔ اصمات کا لغوی معنیٰ کے ہیں اور اصطلاح میں حرف آواز میں سرعت وروانی اور جماؤ ہونا ہے۔

تیسری فصل

صفات لازمہ غیر متضادہ

۱ ہیں صفاتِ لازمہ سات اور بھی — جن کی کوئی ضد نہیں اے مبتدی

۲ ہے صفیر و قلقلہ، تکریر و لین — استطالت، انحراف، تَفُشّی یہ تین

۳ لام اور را میں صفت ہے انحراف — را میں پھر تکریر ہے پڑھ صاف صاف

۴ ہے تَفَشِّی شینِ معجم میں فقط — ضاد میں ہے استطالت کی صفت

۵ پھر صفیرہ صاد، زا و سین ہے — واؤ، یا دونوں کے اندر لین ہے

۶ قُطُبُ جَدٍّ ہیں حروفِ قلقلہ — خوب کر لے یاد اے مردِ خدا

۷ چاہے عجمی ہو کہ عربی یا کوئی — ہاں ضرورت سب کو ہے تجوید کی

۸ کر مخارج اور صفت کو معتبر — قاریوں کو سن سنا کر اے پسر

۹ خوب کوشش پر بھی گر اچھا نہ ہو — عذر ہے شرعاً، تو رنجیدہ نہ ہو

۱۰ ہاں، مگر جہدِ مسلسل چاہئے — حد مقرر ہے نہیں اسکے لئے

۱۱ ورنہ اہلِ فقہ کا ہے فیصلہ — تو نمازوں کو نہ پائے گا بچا

۱۲ پھر خدا سے خیر کی توفیق لے — وہ جو چاہے مشکلیں آساں کرے

خلاصۂ اشعار

(۱) صفات لازمہ غیر متضادہ (جس کی کوئی ضد نہیں وہ) سات ہیں:

(۲) صفیر، قلقلہ، تکریر، لین، استطالت، انحراف اور تفشی

کچھ کتابوں میں غنہ کو بھی غیر متضادہ میں شمار کیا گیا ہے مثلا النو رالمبین فی تجوید القرآن الکریم وغیرہ۔(۳) انحراف لام اور را میں ہے اور تکریر صرف را میں۔(۴) تفشی شین معجمہ میں اور استطالت صرف ضاد میں ہے۔(۵) صفیر، صاد، زا، سین میں ہے۔لین، واؤ اور یا ساکن میں ہے جبکہ ما قبل مفتوح ہو، جیسے الخوف، الصیف۔ (۶) قلقلہ، قُطُبُ جَدٍّ، (بزرگی کا مدار) کے پانچ حروف میں ہے۔صفات لازمہ غیر متضادہ کا خاصہ یہ ہے، انحراف کے معنی پھرنے کے اور مائل ہونے کے ہیں، اصطلاح میں آواز کا اپنے مخرج سے دوسرے مخرج کی طرف مائل ہونا ہے یعنی لام کی ادا میں آواز کسی قدر را کے مخرج پشت زبان کی طرف اور را کی ادا میں آواز کسی قدر لام کے مخرج کی طرف مائل ہوتی ہے (منح الفکریہ ص ۱۸) اسی طرح الحواشی المفھمہ میں ہے لاَنَّ اللاَّمَ فِیْہِ اِنْحِرافٌ الیٰ طَرفِ اللّسانِ وَ الرَّاء فِیْھا اِنْحرافٌ اِلیٰ جَھْرِ الِّسانِ وَمَیْلٌ قَلِیْلٌ الیٰ جِھَةِ اللاَّمِ یعنی لام کا میلان طرف زبان کی طرف اور را کا میلان پشت زبان کی طرف اور کچھ لام کے مخرج کی طرف (بھی) ہوتا ہے۔تکریر: اس کا لغوی معنی ہے اعادۃ الشیء ہے، یعنی لوٹانا کسی چیز کا ایک مرتبہ یا اس سے زیادہ۔اصطلاح قراء کے اعتبار سے را کے ادا کرتے وقت زبان میں ارتعاش یعنی کپکپی اور لرزہ ہونا۔واضح رہے کہ اس صفت کی لیے را کو اسطرح ادا کرنا چاہئے کہ مخرج میں کسی قدر سختی اور کسی قدر نرمی ہو، ورنہ بالکل سختی سے را داؤ کے مثل اور بالکل نرمی سے ایک را کے بجائے کئی را ادا ہو جائے گی۔تفشی: اس کے لغوی معنی پھیلنے کے ہیں اور اصطلاح میں حرف کے ادا کرتے وقت آواز کا اس کے مخرج میں پھیلنا۔واضح رہے کہ شین معجمہ کے ادا کرتے وقت زبان تالو سے بالکل نہ چمٹے بلکہ زبان اور تالو کے درمیان خلاء چاہئے اور یہ بھی نہ ہو کہ زبان کی نوک سمٹ کر تالو کی طرف اٹھے ورنہ شین پر ہو جائے گی۔استطالت: اسکے معنی درازی کے ہیں اور

اصطلاح میں حرف ادا کرتے وقت آواز اس کے مخرج میں دراز ہوتی ہے یہ صفت صرف ضاد میں ہے اور ضاد کے ادا کرتے وقت حافۂ لسان (زبان کا کنارہ) ساتھ ڈاڑھ کے مل کر آواز بتدریج نکلنی چاہئے۔ صفیر: لغت میں سیٹی کی آواز کو کہتے ہیں، اصطلاح میں حرف کو ادا کرتے وقت آواز اس کے مخرج سے مثل سیٹی کے تیزی سے نکلنی چاہئے۔ لین: اس کے معنی لغت میں نرمی کے ہیں اصطلاح میں حروف کو ادا کرتے وقت اس کے مخرج سے آواز نرمی سے نکالنا۔ قلقلہ: اس کے لغوی معنی اضطراب اور جنبش کے ہیں، اصطلاح میں حروف کو ادا کرتے وقت مخرج میں جنبش دینا۔ اب مخرج وصفات (یعنی تجوید) کے بعد اس کی ضرورت پر چند اقوال نقل کئے جاتے ہیں (۷) حکم ترتیل کلام اللہ میں عام ہے، انسان (یعنی مکلف) چاہے کسی خطے بھی رہنے والا ہو اور پھر عربی ہو کہ عجمی عالم ہو کہ غیر عالم اور نماز میں پڑھے یا باہر کم پڑھے یا زیادہ، مجلس میں پڑھے یا تنہا، بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ، دھیرے (ترتیل سے) پڑھے یا تیز رفتاری (حدر) سے، ہر حال میں تجوید ضروری ہے، بغیر تجوید قرآن پاک صحیح نہیں پڑھا جا سکتا۔ اور حدیث پاک ہے **ان اللہ یحب ان یُقرئَ القرآنُ کما اُنزِل** (رواہ ابن خزیمہ) بیشک اللہ اس طرح قرآن پڑھنا پسند فرماتا ہے جیسا کہ نازل کیا گیا۔ علامہ جزری فرماتے ہیں:

والاخذ بالتجوید حتم لازم ÷ من لم یجود القرآن اٰثم

تجوید کا حاصل کرنا نہایت ہی ضروری ہے، جو شخص تجوید سے قرآن نہیں پڑھتا وہ گنہگار ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اتنی تجوید کہ حرف ایک دوسرے سے ممتاز (الگ) ہو فرض عین ہے، بغیر اسکے نماز قطعا باطل ہے۔ حضرت صدر الشریعہ اپنی کتاب بہار شریعت ص ۸۸ پر بحوالہ عالمگیری فرماتے ہیں کہ ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا اگر اس وجہ سے ہے کہ اس کی زبان سے وہ حرف ادا نہیں ہوتا تو

مجبور ہے اس پر کوشش ضروری ہے اگر لا پرواہی سے جیسے آج کل کے اکثر حفاظ وعلماء کہ ادا پر قادر ہیں مگر بے خیالی میں تبدیل حرف کر دیتے ہیں تو اگر معنیٰ فاسد ہوں تو نماز نہ ہوئی ،اس قسم کی جتنی نمازیں پڑھی ہوں ان کی قضا لازم ہے اور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ فتویٰ مصطفویہ میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ قرات سیکھنا جھگڑا ہے، تو آپ ارشاد فرماتے کہ ہیں اتنی قرات سیکھنا جس سے آدمی قرآن صحیح پڑھے فرض ہے، جس نے اس سے منع کیا اس نے فرض سے روکا اور ایک فرض کو جھگڑا بتایا اس پر توبہ فرض ہے اسے تجدید ایمان، تجدید نکاح وغیرہ بھی چاہئے بہت بدکلمہ اس کی زبان سے نکلا۔ کوئی بھی شخص اپنے انداز تلاوت کو اسی وقت معتبر جانے جب وہ کسی مستند قاری سے قرآن سیکھے اور پھر انہیں سنائے، جب وہ صحت تلاوت کی اجازت دے دیں تبھی وہ اپنی تلاوت کو معتبر سمجھے کیونکہ صحت تلاوت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آج تک سلسلہ بسلسلہ نقل سے ہی قائم ہے چنانچہ شاعر کہتا ہے:

(۸) مَنْ يَّأْخُذِ الْعِلْمَ عَنْ شَيْخٍ مُشَافِحَةً

يَكُنْ عَنِ الزَّيْغِ وَالتَّصْحِيْفِ فِيْ حَرَمٍ

جو شخص علم کو کسی استاذ سے روبرو حاصل کرتا ہے وہ گمراہی اور غلطی سے محفوظ رہتا ہے:

وَمَنْ يَّكُ اٰخِذًا لِلْعِلْمِ عَنْ صحفٍ

فَعِلْمُهٗ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَالْعَدَمِ

اور جو علم محض کتابوں سے حاصل کرتا ہے اس کا علم اہل علم کے نزدیک نہیں کے برابر ہے۔

اور فارسی شاعر کہتا ہے:

ہر آں کارے کہ بے استاذ باشد

یقیں میداں کے بے بنیاد باشد

یعنی ہر وہ کام جو استاذ کے بغیر ہو، یقین جانوں وہ بے بنیاد ہوتا ہے۔ الغرض کسی ماہر قاری کی صحبت حاصل کر کے قرآن پاک کا صحیح کر لینا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے، خواہ وہ جوان ہو کہ بوڑھا یا کسی منصب کا، قرآن کی تعلیم کے لئے کسی قسم کی شرم یا عار کو جگہ نہیں دینا چاہئے، تا کہ تلاوت کا فیض حاصل ہو اور نمازیں درست ہوں۔ (۹) بغیر کوشش غلط پڑھنے پر (معنی بگڑنے کی صورت میں) نماز نہیں ہوگی جیسا کہ بہار شریعت کا ذکر بحوالہ عالمگیری اوپر مذکور ہوا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں، الثغ (جس کی زبان سخت ہو، توتلا) کی نماز جبھی تو صحیح ہے کہ وہ تصحیح حرف میں کوشش کئے جائے یہ بھی بے تعلیم صحیح ناممکن (ہے) یہی تعلیم تجوید ہے، تو اس کی فرضیت قطعا ثابت ہے۔ اگر صحیح کو نہ سیکھے یا سیکھے اور اس کے ادا کرنے کی کوشش نہ کرے تو نماز ضرور باطل ہوگی تو علم وعمل دونوں فرض ہوئے۔ (۱۰) دوسری جگہ الاتقان، احسن الفتوٰی اور فتوٰی بزازیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں اِنَّ اللَّحنَ حَرامٌ بِلَا خِلَافَ غلط پڑھنا بالاجماع حرام ہے ولہذا ائمۂ دین تصریح فرماتے ہیں کہ آدمی سے اگر کوئی حرف غلط ادا ہوتا ہو تو اس کی تصحیح وتعلیم میں اس پر کوشش واجب ہے، بلکہ بہت علماء نے اس سعی (کوشش) کی کوئی حد مقرر نہ کی اور حکم دیا کہ عمر بھر روز وشب ہمیشہ جہد (محنت) کئے جائے کبھی اس کے ترک میں معذور نہ ہوگا"

(۱۱) اور اس قدر غلطی کہ جس سے فساد معنی ہے تو نماز نہیں ہوگی۔ (۱۲) ہمیں اپنے پروردگار عزوجل سے توفیق خیر کی دعاء کرتے رہنا اور تعلیم قرآن کی طرف ہمیشہ کوشش جاری رکھنی چاہئے اور پھر محنت کے آگے انشاء اللہ کوئی بھی مشکل آسان ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا یعنی اللہ تعالیٰ کسی نفس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

چوتھی فصل

نون ساکن اور تنوین کے احکام

۱ حکم نونِ ساکن و تنوین کے — مدغم و اظہار، اخفاء، قلب ہے
۲ حرفِ اول کو ملا کر دوم میں — دوم مشدد کرتے ہیں ادغام میں
۳ نون اور تنوین کا ادغام کر — یَرْمَلُوْنَ، اسکے آگے ہو اگر
۴ یَرْمَلُوْنَ میں تو یوں ادغام کر — سب میں ناقص، لام و را میں تام کر
۵ حرفِ یَنْمُوْ، میں ہے ناقص غنہ کر — لام و راء میں ہوگا بے غنہ مگر
۶ دیکھ لے پہلے مثالیں سب کی تو — مَنْ یَّقُوْلُ اور لَا نَوْمٌ لَّهٗ
۷ ہے منع ادغام پر صِنْوَان میں — دُنْیَا، اور قِنْوَان، اور بُنْیَان میں
۸ حرفِ مخرج لے صفاتِ لازمہ — ہو ادا اظہار ہے مثل عَنْهُمَا
۹ نون یا تنوین کے ہو بعد اگر — حلقی، تو اظہار ہے غنہ نہ کر
۱۰ مِنْهُ، نَارٌ حَامِیَةٌ دونوں مثال — واسطے اظہار کے رکھنا سنبھال
اخفا ۱۱ نون اور تنوین کو پوشیدہ کر — میمِ ساکن کو ضعیف اے خوش نظر
۱۲ اولیں اخفاء حقیقی ہے پسر — دوم ہے اخفاءِ شفوی یاد کر
۱۳ یَرْمَلُوْن اور حروفِ حلق و با — سب حروفِ اخفاء ہیں ان کے سوا
۱۴ نون اور تنوین کے جو بعد ہو — کوئی حرفِ اخفا، تو اخفا کرو

۱۵ یہ ہے اخفاءِ حقیقی مثل او — لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوا

۱۶ اَنْبِیَاءَ اللّٰہ میں اقلاب جان — نون کو بس میم کر دے بے گمان

۱۷ بعد نونِ ساکن و تنوین گر — حرفِ با آ جائے تو اقلاب کر

۱۸ جب ہو نون و میم مشدد، غنّہ کر — حرفِ غنّہ ہیں یہ نزد اہلِ ہنر

۱۹ اِنَّ، اَنَّ، ثُمَّ ہیں ان کی مثال — ان کو ہر دم یاد رکھ اے خوش خصال

۲۰ شرط ہیں ادغام کو یہ تین حال — ہو سکوں مدغم میں اور راوی مقال

۲۱ اور آخر میں رہا جو ایک حال — مدغم و ادغام فیہ کا انفصال

۲۲ بعد میں تنوین کے ساکن ہو گر — نون پہ تنوین کے تو کسر کر

خلاصۂ اشعار

(۱) نون ساکن اور تنوین کے چار احکام ہیں ادغام، اظہار، اخفاء، اقلاب۔

(۲) ادغام کی تعریف ہے ایک حرف کو دوسرے حرف میں ملا کر مشدد پڑھنا۔ ادغامِ نون ساکن و تنوین کا حکم: (۳) نون ساکن یا تنوین کے بعد یرملون میں سے کوئی حرف آجائے تو ادغام ہوگا۔ (۴) اور نون ساکن و تنوین کے ادغام کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت، یرملون سے لام ہٹا کر (مجموعہ ینمو میں) ادغام غنہ کے ساتھ ہوگا اور دوسری صورت، لام اور را میں ادغام بغیر غنہ کے ہوگا۔ (۵) ینمو کے حروف میں ادغام بالغنہ کرنے کو ادغام ناقص، باقی لام اور را میں ادغام بلا غنہ کرنے کو ادغام تام کہتے ہیں، یاد رہے کہ بالغنہ میں مدغم (جس حرف کا ادغام ہوتا ہے) کی کچھ صفت و بو باقی رہتی ہے اس لئے اس کو ناقص کہتے ہیں اور بلا غنہ میں مدغم بالکل مدغم فیہ کے جنس سے ہو جاتا ہے اور اس کی کوئی صفت یا بو باقی نہیں رہتی اس لئے اس کو

ادغام تام یا ادغام تمام کہتے ہیں۔(۶) مَنْ يَّقُوْلُ میں نون ساکن کا ادغام ناقص ہے، اور لَا نَوْمٌ لَّهٗ تنوین کے ادغام تام کی مثال ہے۔(۷) صِنْوَانٌ، قِنْوَانٌ، بُنْيَانٌ اور دُنْيَا ان جگہوں میں ادغام نہیں (کیونکہ نون ساکن کا ادغام دو کلموں میں ہوتا ہے) اور یہاں نون ساکن اور حروف یرملون ایک ہی کلمے میں ہیں۔(۸) اظہار کی تعریف: مخرج اور صفات لازمہ کے ساتھ حرف ادا کرنے کو اظہار کہتے ہیں۔(۹) نون ساکن اور تنوین کے اظہار کا حکم: نون ساکن یا تنوین کے بعد اگر حروف حلقی میں سے کوئی حرف آجائے تو اظہار ہوگا یعنی نون ساکن اور تنوین پر تاخیر کئے بغیر پڑھا جائے گا، اس کو اظہار حقیقی کہتے ہیں۔(۱۰) مِنْهُ نَارٌ حَامِيَةٌ، یہ دونوں مثالیں اظہار حقیقی کے لئے ہیں، پہلی نون ساکن کی اور دوسری تنوین کی۔

(۱۱) اخفاء کی تعریف اصطلاحی: نون ساکن وتنوین کو پوشیدہ اور میم ساکن کے ضعیف کرنے کو اخفا کہتے ہیں (نون ساکن کے فصل میں میم ساکن کا ذکر بسبب اخفاء ناگزیر تھا اس لئے کہ نون ساکن کی طرح میم ساکن کا بھی اخفا ہوتا ہے)۔(۱۲) پس نون ساکن کے اخفا کو حقیقی اور میم ساکن کے اخفاء کو اخفاء شفوی کہتے ہیں۔(۱۳) حروف اخفاء پندرہ ہیں، ت ث ج د ذ ز س ش ص ض ط ظ ف ق ک۔ یہ حروف تحفۃ الاطفال میں حضرت شیخ جمزوریؒ نے ایک عربی شعر میں جمع کیا ہے وہ یہ ہے صِفْ ذَا ثَنَا كَمْ جَادَ شَخْصٌ قَدْ سَمَا دُمْ طَيِّبًا زِدْ فِي تُقًى ضَعْ ظَالِمًا، یعنی تو لائق تعریف شخص کی تعریف کر کہ اس شخص نے کتنی سخاوت کی جو بلندیوں کو پہنچا تو تقویٰ میں زیادہ ہو ظالم کو پست کر۔(۱۴) اخفاء حقیقی کا حکم: نون ساکن یا تنوین کے بعد حروف اخفاء میں سے کوئی حرف آئے تو اخفاء ہوگا۔ (۱۵) جیسے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا، وغیرہ۔(۱۶) اقلاب کی تعریف: نون ساکن وتنوین کو میم سے بدل کر پڑھنے کو اقلاب کہتے ہیں جیسے اَنْۢبِيَاءَ اللّٰهِ وغیرہ۔(۱۷) اقلاب

کا حکم: نون ساکن یا تنوین کے بعد با آئے تو اقلاب ہوگا۔(۱۸) جب نون یا میم مشدد ہوں (اورنون ساکن یا تنوین کا اخفاء یا اقلاب یا ادغام ناقص اور میم ساکن کا ادغام یا اخفا کیا جائے) تو ایک الف کے برابر غنہ کرنا چاہئے (اس کو غنہ حرفی کہتے ہیں)۔(۱۹) اَنَّ اِنَّ، عَمَّ وغیرہ۔ (۲۰) ادغام صغیر کے لئے (جو ہماری روایت میں ہے) تین شرطیں ہیں اول: مدغم ساکن و مدغم فیہ کا متحرک ہونا، دوم: روایت سے ثابت ہونا (عوام کی ثقالت کی بنیاد پر ادغام نہیں ہوگا اور نہ ہی کوئی تخفیف ہوگی)(۲۱) تیسری شرط: نون ساکن و تنوین کے ادغام کے لئے یہ ہے کہ مدغم اور مدغم فیہ الگ الگ کلمہ میں مرسوم ہو(۲۲) اور تنوین کے بعد اگر کوئی ساکن حرف آئے تو تنوین کے نون ساکن کو ایک زیر دیکر پڑھنا چاہئے جیسے قَدِیْرُ الَّذِیْ سے قَدِیْرُنِ الَّذِیْ وغیرہ۔

پانچویں فصل

میم ساکن کے احکام

1 میمِ ساکن کے ہیں کل احکام تین	مدغم واظہار و اخفاء اے ذہین
2 بعد میمِ ساکنہ ہو میم اگر	میم کا تو میم میں ادغام کر
3 کر تو پھر اظہارِ میمِ ساکنہ	بعد جو ہو میم اور با کے سوا
4 هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاث میں ادغامِ میم	اَمْس میں اظہارِ شفوی اے فہیم
5 بعد میمِ ساکنہ ہو با اگر	ہوگا تب اخفاءِ شفوی اے پسر
6 اَمْ بِهٖ اخفاءِ شفوی کی مثال	تین کل احکام ہیں رکھنا خیال

خلاصہ اشعار

(۱) میم ساکن کے احکام تین ہیں، ادغام، اظہار، اخفاء۔

(۲) میم ساکن کے ادغام کا حکم: میم ساکن کے بعد میم آجائے تو ادغام ہوگا۔

(۳) میم ساکن کے اظہار کا حکم: میم ساکن کے بعد میم اور با کے علاوہ کوئی بھی حرف آجائے تو میم ساکن کا اظہار ہوگا۔ (۴) جیسے هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ ادغام کی مثال ہے اور اَمْس اظہار شفوی کی۔ (۵) اخفاء شفوی کا حکم: میم ساکن کے بعد اگر با آجائے تو اخفاء (شفوی) ہوگا۔ (٦) جیسے اَمْ بِهٖ اور یہاں اخفاء کی تعریف نہیں لکھی گئی وہ نون ساکن کی فصل میں ہوگئی ہے۔

چھٹی فصل

لامِ تعریف کے احکام

1 لام تعریفی کے دو احکام سُن ایک ہے اظہار دو ادغام، سُن
2 اِبْغِ وَحَجَّکْ خَفَّ عَقِیْمَہٗ میں سے گر اَلْ کے بعد آجائے تو اظہار کر
3 باقی چودہ سے کوئی آجائے تو لامِ تعریفی کو تم مدغم کرو
4 مجموعہ میں جو جو حرف ہے قمری ہے اس کو رکھ کر باقی ہر اک شمسی ہے
5 لامِ فعلی میں قطعی ادغام نہ کر قُلْنَا جیسے لفظ پر کرلے نظر

خلاصۂ اشعار

(۱) لام تعریف کے دو احکام ہیں، ایک اظہار دوسرا ادغام۔

(۲) لام تعریف کے اظہار کا حکم: لام تعریف کے بعد اگر چودہ حرفوں میں سے کوئی حرف آجائے تو لام تعریف (اَلْ) کا اظہار ہوگا جیسے اَلْحَمْدُ وغیرہ (یعنی لام پڑھا جائے گا) ان چودہ حرفوں کا مجموعہ یہ ہے اِبْغِ حَجَّکَ وَ خَفْ عَقِیْمَہٗ۔

(۳) لام تعریف کے ادغام کا حکم: مذکورہ مجموعہ کے حروف کے علاوہ کوئی بھی حرف آجائے تو لام تعریف کا ادغام ہوگا جیسے اَلشَّمْسُ وغیرہ۔ (۴) مجموعہ میں جو حروف ہیں وہ قمریہ ہیں اور ان کے علاوہ باقی سب شمسیہ ہیں۔ (۵) اور لام فعل کا ادغام نون میں نہیں ہوتا جیسے قُلْنَا اور جَعَلْنَا وغیرہ۔

ساتویں فصل

ادغام کے اقسام و احکام

۱ مدغم و ادغام فیہ یک ہو اگر — قُلْ لَّکُمْ کے مثل میں مثلین کر

۲ پھر ہوا مثلین مدغم ہر مقام — ہیں مگر جنسین میں کچھ خاص نام

۳ دونوں حرفوں کا جو مخرج ایک ہو — جیسے قَالَتْ طَّآئِفَةٌ جنسین ہو

۴ لفظِ با کا میم، تا کا دال و طا — میں ہوا ادغام اے مردِ خدا

۵ ثا کا ذال، و دال کا تا، میں ہے بس — طا کا تا میں ذال کا ظا میں ہے بس

۶ طا کا تا میں تام و ناقص جو پڑھو — تام ہے اولیٰ اگر چاہو پڑھو

۷ مدغم و ادغام فیہ دو جانبین — قربِ مخرج سے ہیں تو مُتقاربین

۸ قاف کا کاف اور را میں لام کا — جیسے قُلْ رَّبِّ اور نَخْلُقْكُّمْ پڑھا

۹ دوم میں مدغم ہے ناقص اور تمام — ہے مگر اولیٰ یہاں ادغام تام

۱۰ غیرِ مد میں حرفِ مد مُدغم نہ کر — مثل فِیْ یَوْمٍ میں تو اظہار کر

خلاصہ اشعار

(۱) مدغم و مدغم فیہ کی نسبت کے اعتبار سے ادغام کی تین قسمیں ہیں۔

(۲) پہلی قسم: اگر مدغم و مدغم فیہ ایک ہی حرف ہو تو ادغام مثلین کہتے ہیں جیسے قُلْ لَّكُمْ میں پہلا لام مدغم اور دوسرا لام مدغم فیہ ایک حرف ہے۔ ادغام مثلین ہر جگہ ہوگا، جہاں

بھی مثلین کا پہلا حرف ساکن ہو (مگر متجانسین ہر جگہ نہیں ہوگا)۔

(۳) دوسری قسم ادغام متجانسین ہے، یعنی مدغم اور مدغم فیہ ایک مخرج سے ہوں تو متجانسین کہتے ہیں جیسے قَالَتْ طَّائِفَةٌ میں مدغم تا اور مدغم فیہ طا دونوں ایک ہی مخرج سے ہیں اوران مقامات میں ادغام متجانسین ہوگا، (۴) با کا میم میں جیسے اِرْكَبْ مَّعَنَا، تا کا دال اور طا میں جیسے اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا .قَالَتْ طَّائِفَةٌ۔(۵) ثا کا ذال میں اور دال کا تا میں جیسے يَلْهَثْ ذّٰلِكَ. قَدْ تَّبَيَّنَ پھر ذال کا ظا میں (۶) اور طا کا تا میں جیسے اِذْظَّلَمُوْا، اَحَطْتُّ اور حرف طا کا تا میں ادغام تام وادغام ناقص دونوں جائز ہے مگر تام اولیٰ ہے۔

(۷) تیسری قسم :ادغام متقاربین یعنی مدغم و مدغم فیہ قریب المخرج ہوں (یعنی دونوں کا مخرج قریب قریب ہو) تو ادغام متقاربین کہتے ہیں اور ان مقامات میں ادغام متقاربین ہوگا، (۸) قاف کا کاف میں اور لام کا را میں جیسے نَخْلُقْكُّمْ اور قُلْ رَّبِّ، اوران کے علاوہ نون ساکن وتنوین کا ادغام 'یرملون' کے تمام حروف میں (علاوہ نون کے) متقاربین ہوگا (اور نون میں مثلین ہوگا) اور لام تعریف کا ادغام حروف شمسیہ میں بھی متقاربین ہوگا علاوہ لام کے، (اس لئے کہ لام میں مثلین ہے)۔(۹) نَخْلُقْكُّمْ میں بھی تام وناقص دونوں جائز ہیں مگر تام اولیٰ ہے (۱۰) اور حرف مد کا ادغام نہیں ہوتا (اگرچہ مثلین ہی کیوں نہ ہو) جیسے فِيْ يَوْمٍ وغیرہ۔

آٹھویں فصل

مدا صلی وفرعی کی تعریف

۱ حرفِ مد ہے واوؔ، یا، ساکن الف — اِسکو ہمزہ سے نہ کرنا متصف
۲ مدِّ اصلی اور طبعی ہے لقب — جب نہ اُسکے بعد ہوکوئی سبب
۳ دوسبب ہیں مد کے ہمزہ اور سکون — حرفِ مد کے بعد جیسے فَآئِزُوْنَ
۴ حرفِ مد کے بعد ہوکوئی سبب — مدّ فرعی جان لو اے با ادب
۵ ہیں محلِّ مد کی دو قسمیں عزیز — دونوں قسموں میں سدا رکھنا تمیز
۶ سب حروفِ مدمحلِّ مد ہے ایک — لین ہے دوئم محلِّ مد اے نیک
۷ ہیں محلِّ ایک کے دونوں سبب — مدِّ فرعی کے لئے اے با ادب
۸ اور محلِّ دوم کا ہے اک سبب — جب سکوں آجائے فرعی ہوگا تب

خلاصۂ اشعار

(۱) حروف مد تین ہیں الف، یا، اور واوؔ ساکن ماقبل اس کے موافق حرکت ہو، واوؔ ساکن سے پہلے ضمہ یعنی پیش ہواور یا ساکن ماقبل اس کے موافق حرکت کسرہ یعنی زیر

ہو۔(۲) تینوں حروف مد کا مجموعہ نُوْحِیْھَا ہے(۳)اور سبب مد دو ہیں ہمزہ اور سکون، اگر کسی حرف مد کے بعد ہمزہ یا سکون ہوتو مد ہوگا یعنی حرف مد کو اسکی مقدار اصلی سے زیادہ کھینچا جائے گا جیسے فَآئِزُوْنَ اور جس حرف مد کے بعد کوئی سبب نہ ہو اس حرف مد کو مد اصلی یا مد طبعی کہتے ہیں۔(۴) واضح ہو کہ جس حرف کے بعد ہمزہ یا سکون ہو اسکو زیادہ کھینچنے کو مد فرعی کہتے ہیں۔

(۵) محل مد کی دو قسمیں ہیں:

(۶) اول: سب حروف مد

دوم: دونوں حروف لین

(۷) محل اول (سب حرف مد) میں مد کرنے کے لئے دونوں سبب (ہمزہ وسکون) معتبر ہیں جیسے یَشَآءُ اور نَسْتَعِیْنُ۔(۸) لیکن محل دوم (حروف لین) میں مد کرنے کے لئے صرف ایک سبب سکون ہی معتبر ہے جیسے خَوْفٌ اور اَلصَّیْفُ اور ہمزہ معتبر نہیں جیسے لَوْاَنْزَلْنَا اور شَیْءً (کہ یہاں مد نہیں)

نویں فصل

اقسامِ مدواحکامِ مد

۱ تین ہیں احکامِ مد اے نیک کار — لازم و واجب و جائز کر شمار

۲ بعد حرفِ مد سکوں لازم ہو گر — مدِّ لازم جان لو اے باہنر

۳ حرفِ مد کے بعد ہمزہ ہو اگر — ایک کلمہ میں تو واجب ہے پسر

۴ حرفِ مد کے بعد ہمزہ ہو اگر — دوئم کلمہ میں تو جائز یاد کر

5 ہے سَوَآءٌ مدِّ واجب کی مثال — اَلَّذِیْٓ اَسْرٰی ہے جائز کی مثال

۶ بعض کے نزدیک اس میں قصر ہے — جائز کہتے ہیں اسے بس اس لئے

۷ بعد حرفِ مد سکوں عارض ہو گر — مدِّ عارض کہتے ہیں اہلِ ہنر

۸ تَعْلَمُوْنَ، مدِّ عارض کی مثال — امثلہ کا ہر گھڑی رکھنا خیال

۹ مدِّ لازم کلمی اور حرفی ہیں دو — دَآبَّةٌ، یٰسٓ، دونوں دیکھ لو

۱۰ دونوں کی قسمیں ہیں دو دو اور بھی — اک مخفف اور مثقل دوسری

۱۱ آٰلْـٰٔنَ میں ہوا کلمی خفیف — جَآنٌّ کلمی مُثقَّل ہے اے شریف

۱۲ دیکھو اب حرفی مخفف جیسے مِیم — اور مثقل ہے جہاں ہے الٓمّٓ

۱۳ حرف کا ہو نام سہ حرفی اگر — وسط گر مدّہ ہے لازم حرف کر

۱۴ مد لازم حرف اگر نہ مل سکے — ابتدا کچھ سورتوں کی دیکھ لے

۱۵ مجموعہ اس کا ہے کَمْ عَسَلٍ نَقَصْ — لین لازم حرف میں ہے طول اَحَصْ

خلاصۂ اشعار

(۱) احکام مدتین ہیں، لازم، واجب اور جائز۔

(۲) حرف مد کے بعد سکون لازم ایک ہی کلمہ میں ہو تو مد لازم کہتے ہیں جیسے آلْئٰنَ، جَآنٌّ، یٰسٓ، الٓمّٓ وغیرہ۔ (۳) حرف مد کے بعد ہمزہ ایک ہی کلمہ میں ہو تو مد واجب یا متصل کہتے ہیں (۴) اور حرف مد کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو تو مد جائز اور منفصل کہتے ہیں۔ (۵) جیسے سَوَآءٌ مد واجب کی مثال ہے اور اَلَّذِیٓ اَسْرٰی مد جائز کی مثال ہے۔ (۶) کچھ قرات وروایت میں مد منفصل پر قصر بھی ہے (مثلاً بطریق جزری) اس لئے اسے جائز کہتے ہیں۔

(۷) حرف مد کے بعد سکون عارض یعنی سکون وقفی ہو تو مد عارض اور جائز بھی کہتے ہیں، اس میں طول، توسط اور قصر تینوں وجہیں جائز ہیں (اور وجہوں کا ذکر دسویں فصل میں آئے گا) (۸) جیسے اَلرَّحِیْم، اَلْکِتَاب، یَعْلَمُوْن وغیرہ۔ (۹) مد لازم کی دو قسمیں ہیں، اول کلمی دوسری حرفی جیسے دَآبَّۃ کلمی ہے اور یٰسٓ حرفی ہے۔

(۱۰) کلمی کی دو قسمیں ہیں: کلمی مُخَفَّف اور کلمی مُثَقَّل
حرفی کی بھی دو قسمیں ہیں، حرفی مُخَفَّف اور حرفی مُثَقَّل

(۱۱) جیسے آلْئٰنَ اور جَآنّ، کہ پہلی مثال کلمی مخفف کی اور دوسری کلمی مثقل کی ہے (۱۲) اور حرفی مخفف کی مثال 'الٓمّٓ' میں میم ہے اور حرفی مثقل کی مثال 'الٓمّٓ' میں لام ہے۔ (۱۳) اور ان حروف مقطعات میں مد لازم حرفی ہوگا جو (نام لینے میں) تین حرفی ہو اور اس کے درمیان کا حرف مدہ بھی ہو (جیسے قاف تین حرفی ہے اور درمیان کا حرف الف ہے، جو مدہ ہے) پس ایسے حروف میں مد لازم حرفی ہوگا۔ (۱۴) مد لازم حرفی کچھ سورتوں کے شروع میں مقطعات کے کچھ حرفوں میں ہوتا ہے۔ (۱۵) قرآن عظیم کے اندر جس جس حرف میں مد لازم حرفی ہوا ہے وہ ہر ایک اس مجموعہ میں ہے کَمْ عَسَلٍ نَقَصْ لیکن عین میں لین لازم حرفی ہے اس میں مد یعنی طول، توسط اور ترک مد قصر بھی جائز ہے مگر طول اولیٰ ہے۔

دسویں فصل

وجوہِ مدو مقدار مد

1 وجہِ مد میں تین قسمیں ہیں روا　　قصر اصلی ہے توسط، طول، فرع
2 تین الف یا پانچ الف کا طول ہے　　جو پڑھو چاہو وہی مقبول ہے
3 پھر ہے مقدارِ توسط مختلف　　دو الف یا ڈھائی الف یا چار الف
4 تین عارض میں ہیں وجہیں اے منیر　　طول اولیٰ، پھر توسط، قصر اخیر
5 تین وجہیں لین عارض کی سنو　　قصر اولیٰ پھر توسط، طول دو
6 اک وجہ لازم میں ہے وہ طول بس　　لین لازم میں مگر ہے طول اخص
7 متصل میں ہے توسط اے نقی　　منفصل میں ہے توسط، قصر بھی

خلاصۂ اشعار

(۱) وجوہ مد کی تین قسمیں ہیں، قصر، توسط، طول۔

قصر حرف مدو حرف لین کی مقدار اصلی کو کہتے ہیں، اور توسط و طول مقدار فرعی ہے یعنی حروف مد کو اس کی مقدار اصلی سے زیادہ موافق روایت کے کھینچنا۔ (۲) طول تین الف یا پانچ الف کا ہوتا ہے، جس مقدار کو پڑھے آخر تک اسی کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ (۳) توسط کی مقدار دو الف، ڈھائی الف، تین الف اور چار الف بھی ہے، جس مقدار کو اور جس وجہ کو

مناسب سمجھے پڑھے مگر آخر تک اسی کا التزام چاہئے جسے شروع میں اختیار کیا ہے۔(۴)اور مد عارض میں تین وجہیں ہیں ،طول ،توسط ،قصر ،اور یہاں پر طول اولیٰ ہے پھر توسط اور آخر میں قصر کا درجہ ہے۔(۵) اور مد لین عارض میں بھی تین وجہیں ہیں ،قصر ،توسط ،طول ،لیکن یہاں پر قصر اولیٰ ہے پھر توسط اور آخر میں طول کا درجہ ہے۔(۶) مد لازم میں صرف طول ہے لیکن لین لازم میں طول ،توسط اور قصر تینوں وجہیں جائز ہیں لیکن طول اولیٰ ہے۔

(۷) مد منفصل میں توسط ہے لیکن بطریق جزری قصر بھی ثابت ہے۔اور متصل میں بروایت حفص فقط توسط ہے۔

گیارہویں فصل

تفخیم و ترقیق

۱ حرفہائے مستقل کے ما سوا — سب میں ہے تفخیم اے حسنِ ادا

۲ کچھ حروفِ مستقل کو خاص کر — اس میں بھی تفخیم ہے کچھ شرط پر

۳ یا زبر یا پیش ہو را پر اگر — مثل: رَبُّ و رُوْح میں تفخیم کر

۴ ما قبل اس کے زبر یا پیش ہے — اور را ساکن ہے تو تفخیم ہے

۵ را مشدد پر زبر یا پیش ہو — ایسی صورت میں مُفَخَّم ہی پڑھو

۶ جس طرح اَرْضٌ کہو یا مُرْسَلِیْن — مَرَّۃً ہے اور فَفِرُّوْا اے ذہین

۷ کسرۂ عارض اسی کلمہ میں ہو — قبلِ رائے ساکنہ، تو پُر پڑھو

۸ قبلِ رائے ساکنہ کے کسر ہو — دوسرے کلمہ میں تو بھی پُر پڑھو

۹ اِرْجِعِیْ ہے کسر عارض کی مثال — پھر اَمِ ارْتَابُوْا ہے، پڑھ اے خوش خصال

۱۰ قبلِ را کسرہ ہے آگے عُلوی، سن! — ایک کلمہ میں تو پُر ہے، فِرْقَۃٌ

۱۱ قبلِ را ساکن ہو یائے ساکنہ — خَیْرٌ میں جیسے تو ہے ترقیقِ را

۱۲ لامِ اَللّٰہ پُر کبھی باریک ہے — قبل کسرہ ہے تبھی باریک ہے

۱۳ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہ میں باریک لام — اس ادا کو کہتے ہیں ترقیقِ لام

۱۴ اور دو حالت میں پُر ہو گا مدام — قبل ضمہ ہو یا فتحہ جس مقام

۱۵ مثل نَارُ اللّٰہ، شَاءَ اللّٰہ میں — کیجئے تفخیم دونوں لام میں

خلاصۂ اشعار

(۱) مجموعہ ’خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ‘ کے تمام حروف میں ہمیشہ تفخیم ہوگی، اس کے علاوہ تمام حروف مستفلہ ہیں ان میں ترقیق ہوگی (۲) لیکن کچھ حروف مستفلہ ایسے بھی ہیں جن میں کبھی کبھی کچھ شرط پر تفخیم بھی ہوتی ہے وہ یہ ہیں (۳) راء پر زبر یا پیش پڑھا جائے تو را پُر ہوگی یعنی را کی تفخیم ہوگی (۴) اور راء ساکن سے پہلے زبر یا پیش ہو تو را پر ہوگی (۵) اور راء مشدّد پر زبر یا پیش پڑھا جائے تو دونوں را پر ہوگی (۶) جیسے اَرْضٌ و مُرْسَلُوْن اور مَرَّةً و فَفِرُّوْا، پہلی دو مثالیں، راء ساکن سے پہلے زبر اور پیش کی ہیں اور دوسری دو مثالیں راء مشدّد پر زبر و پیش کی ہیں، (۷) را ساکن سے پہلے زیر عارضی ہو تو را پر ہوگی (۸) راء ساکن سے پہلے زیر دوسرے کلمے میں ہو تو بھی راء پر ہوگی (۹) جیسے اِرْجِعِیْ اور اَمِ ارْتَابُوْا، کہ پہلی مثال زیر عارضی کی اور دوسری مثال را ساکن سے پہلے زیر دوسرے کلمے میں ہونے کی ہے (۱۰) را ساکن سے پہلے زیر اصلی اسی کلمے میں ہو لیکن اس را کے بعد کوئی پر حرف (خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ کے حروف میں سے) اسی کلمہ میں ہو تو را پر ہوگی جیسے فِرْقَةٌ، لیکن فِرْقٍ میں پر و باریک دو نوں جائز ہے (۱۱) را ساکن سے پہلے کوئی حرف ساکن ہو اور اس سے پہلے زبر یا پیش ہو تو را پر ہوگی جیسے نَارْ و نُوْرْ (وقف کرنے میں) لیکن اس را ساکن سے پہلے یا ساکن ہو تو را باریک ہوگی جیسے خَیْرٌ (خَیْرْ، ہے) وقف کی صورت میں (۱۲) لام اللہ کبھی پر اور کبھی باریک پڑھا جاتا ہے، لام اللہ سے پہلے زیر ہو تو لام اللہ باریک ہوگا (۱۳) جیسے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ (اسے ترقیق لام کہتے ہیں (۱۴) اور باقی دو حالت (لام اللہ سے پہلے زبر یا پیش ہو) تو اس میں لام اللہ پُر ہوگا (۱۵) جیسے اِنْشَاءَ اللّٰهُ اور یُرِیْدُ اللّٰهُ (اس کو تفخیم لام کہتے ہیں۔)

وَبَعْدُ تَجْوِیْدِكَ لِلْحُرُوْفِ ÷ لَا بُدَّ مِنْ مَّعْرِفَةِ الْوُقُوْفِ۔

آپ کے تجوید حاصل کرنے کے بعد (علم) وقف کا جاننا ضروری ہے۔

باب دوم: معرفة الوقوف

پہلی فصل

کیفیت وقف کے اقسام واحکام

1 چار قسمیں ہیں ٹھہرنے کی روا
وقف، سکتہ، اور سکوت اور پھر قطع

2 کیفیتِ وقف کی قسمیں ہیں چار
اصل و وصل و رسم، ادا کر لے شمار

3 کیفیتِ وقف باعتبار اصل
چار قسموں پر ہے اب کرتا ہوں نقل

4 وقف بالسّاکن و بالتّشدید، دو
وقف بالاظہار و بالاثبات، دو

5 ہو اگر موقوف میں اصلِ سکون
لَمْ یَلِدْ میں ہو گیا وقف بالسّکون

6 ہو کہیں موقوف میں تشدید گر
وقف بالتّشدید ہے اَیْنَ الْمَفَرُّ

7 مُدغم و مُخفیٰ کو بالاظہار کہ
وقف میں! قَدْ اَفْلَحَ مَنْ، مَالِیَہْ

8 وصل و رسم و اجتماعِ ساکنین
حذفِ مد کی صورتیں ہیں نورعین

9 وقف میں ثابت رہیں گے یہ مدّات
ہے اسی کا نام وقفِ باثبات

10 اَلظُّنُوْنَا، اَلرَّسُوْلاَ کے الف
پھر سَلَاسِلَا، اَلسَّبِیْلَا، کے الف

11 اک قَوَارِیْرَا و لٰکِنَّا، اَنَا
وصل میں ہے یہ الف پڑھنا منع

12 اِھْدِنَا میں ہے مثال ساکنین
رسم کی یُحْیٖ ہے، میرے نورعین

۱۳ پھر موافق وصل کی قسمیں ہیں دو — حرفِ مد مقروء کسی حالت نہ ہو

۱۴ یا نہ ہو مرسوم اور مقروء ہو — کہہ موافق وصل تو ہر ایک کو

۱۵ مثلِ اول ہے ثَمُوْدَا اور مثلِ دوم — پڑھنا مد کے ساتھ یُحْیِ نزد قوم

۱۶ وقف موافق رسم کی قسمیں ہیں دو — اب بیاں کرتا ہوں میں ہر ایک کو

۱۷ جس جگہ پر وقف تو نے ہے کیا — متحد رسمًا و وصلاً گر ہوا

۱۸ یا محض رسمًا موافق ہوگیا — بس موافق رسم دونوں میں ہوا

۱۹ دیکھ لے سُلْطَانِیَہْ پہلی مثال — 'ہا' تھا رسمًا اور وصلاً بہرحال

۲۰ پھر قَوَارِیْرَا ہے ثانی کی مثال — جان لو یہ رسم کے ہیں دونوں حال

۲۱ پھر ادا کی چار ہیں اسکان، اشمام — روم اور ابدال اے ماہِ تمام

۲۲ گر مثالیں دیکھنی ہوں، اے پسر — چار کی یہ چار ہیں پیشِ نظر

۲۳ الرَّحِیْمِ، نَسْتَعِیْنُ، رَحْمَةً — قَآئِمًا، جو وصل میں ہے قَآئِمًا

۲۴ وقف میں حرکت سکوں کر اے ذہین — دو زبر یا گول تا نہ ہو، امین

۲۵ دو زبر کو پڑھ الف اور گول تا — وقف میں کر لے تو ہائے ساکنہ

۲۶ ہے الف مثلاً رَحِیْمًا وقف میں — رَحْمَةً پڑھنا ہے رَحْمَهْ وقف میں

۲۷ رَوم حرکت کی ہے اتنی سی ادا — سن سکے انسان جس کو پاس کا

۲۸ حرف ہو مضموم یا مکسور تو — رَوم ہوگا وہ اگر موقوف ہو

۲۹ گول کر ہونٹوں کو بس اتنا ہے کام — جان لے اِس کا ہے بس اشمام نام

۳۰ دیکھ لے موقوف ہے مضموم گر　　کر کے ساکن جلد ہی ادغام کر
۳۱ ہے جو لَا تَأْمَنْ سے مل کر نَا ضمیر　　روم یا اشمام ہو گا اے منیر
۳۲ رَوم کی صورت میں ہے غنّہ منع　　لیک ہے اشمام میں غنّہ جمع
۳۳ ہائے تانیث، ہائے ساکت، میمِ جمع　　حرکتِ عارض، سکوں اصلی کی جا
۳۴ ہے منع روم اور اشمام یاں پہ سن!　　مَنْ يُّشَاقِقْ اور عَلَيْهِمْ، نِعْمَةٌ
۳۵ مثلِ لَا تَنْهَرْ و مثلِ مَالِيَهْ　　رَوم، مُشَمَّم ہے منع ایسی جگہ
۳۶ فتح میں اشمام ہے نہ رَوم ہے　　بس اسی مذہب پہ ساری قوم ہے

خلاصۂ اشعار

(۱) دوران تلاوت ٹھہرنے کی چار قسمیں ہیں، وقف، سکتہ، سکوت، قطع۔ اور ٹھہرنے کے لئے دو باتوں کا جاننا ضروری ہے: کیفیت وقف اور محل وقف

(۲) کیفیت وقف کی چار قسمیں ہیں:

کیفیت وقف بلحاظ اصل

کیفیت وقف بلحاظ وصل

کیفیت وقف بلحاظ رسم

کیفیت وقف بلحاظ ادا

(۳) کیفیت وقف بلحاظ اصل کی چار قسمیں ہیں:

(۴) وقف بالسکون، وقف بالتشدید، وقف بالاظہار اور وقف بالاثبات۔

(۵) حرف موقوف علیہ (جس حرف پر وقف ہو) پر سکون اصلی ہو تو وقف بالسکون

N 6898

کہیں گے جیسے لَمْ یَلِدْ (٦) اور اگر حرف موقوف علیہ پر تشدید ہو تو وقف بالتشدید کہیں گے جیسے اَیْنَ الْمَفَرُّ (٧) اور حرف موقوف علیہ اگر مدغم یا مخفی واقع ہو تو وقف بالاظہار کہیں گے جیسے مَالِیَہْ ہَّلَکَ میں مَالِیَہ پر اور قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی میں اگر مَن پر وقف ہو۔

(٨) کچھ الف وصل میں نہیں پڑھے جاتے بلکہ حذف کئے جاتے ہیں اور کچھ جگہ حرف مد تماثل فی الرسم کی وجہ سے حذف ہوتے ہیں اور ہر جگہ حرف مد اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کئے جاتے ہیں، الغرض حذف مد کی تین صورتیں ہوئیں:

وصلاً حذف ہونا، رسماً حذف ہونا، اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہونا۔

(٩) مذکورہ تمام صورتوں کے حرف مد محذوفہ وقف میں ثابت رہیں گے اسی کو وقف بالاثبات کہتے ہیں یعنی وقف بالاثبات اس جگہ وقف کرنے کو کہتے ہیں جہاں ایسے حرف مد کو وقف میں ثابت رکھا جائے جو وصلاً یا رسماً یا اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف تھا جیسے (١٠) اَلظُّنُوْنَا، الرَّسُوْلَا، السَّبِیْلَا، سَلٰسِلَا۔ (١١) پہلا قَوَارِیْرَا، لٰکِنَّا اور اَنَا ضمیر مرفوع منفصل ہر جگہ ان کلموں کے آخر کے الفات وصلاً محذوف ہیں (گرجائینگے) اور وقف میں ثابت رہیں گے یعنی ان سب جگہوں میں وقف بالاثبات ہوگا (اور وقف بالاثبات کو وقف موافق رسم بھی کہتے ہیں، جو کیفیت وقف بلحاظ رسم کی بحث میں آئے گا) لیکن سَلٰسِلَا کو سَلٰسِلْ پڑھنا الف کے حذف کے ساتھ بھی جائز ہے۔ (اسکو وقف موافق وصل یا کیفیت وقف بلحاظ وصل بھی کہتے ہیں یعنی اثبات الف کی صورت میں موافق رسم اور حذف الف کی صورت میں موافق وصل دونوں صورتیں یہاں جائز ہیں) (١٢) اور اِھْدِنَا جیسے میں حرف مد اجتماع ساکنین کی وجہ سے محذوف ہے، اور یُحْیٖ کے جیسے میں تماثل فی الرسم کی وجہ سے محذوف ہے، دونوں میں وقف بالاثبات ہوگا۔

(۱۳) کیفیت وقف بلحاظ وصل کی دو قسمیں ہیں:

(۱۴) اول: جو الف خلاف قرات مرسوم ہو وہ وصل کی طرح وقف میں بھی نہیں پڑھا جائے گا، اسکو وقف موافق وصل بھی کہتے ہیں۔

دوم: جو حرف مد (مقروء) پڑھا جاتا ہو مگر تماثل کی وجہ سے رسما محذوف ہو وہ وصل کی طرح وقف میں بھی پڑھا جائے گا اسکو بھی وقف موافق وصل کہتے ہیں۔ (۱۵) اول کی، مثال ثَمُوْدَا ، اور دوم کی مثال، یُحْیِ ہے۔

(۱۶) کیفیت وقف بلحاظ رسم کی بھی دو قسمیں ہیں:

(۱۷) اول: جس حرف پر وقف کیا جائے وہ رسما اور وصلا متحد ہو، یعنی وہ وقف کرنا رسم اور وصل کے موافق ہو اسکو کیفیت وقف بلحاظ رسم یا وقف موافق رسم کہتے ہیں۔

(۱۸) دوم: جس لفظ پر وقف کیا جائے وہ صرف رسما اس وقف کے موافق ہو اسے بھی کیفیت وقف بلحاظ رسم اور وقف موافق رسم کہتے ہیں

(۱۹) اول کی مثال سُلْطَانِیَہْ (۲۰) اور دوم کی قَوَارِیْرَا ثانی ہے۔

(۲۱) کیفیت وقف بلحاظ ادا کی چار قسمیں ہیں: اول: وقف بالاسکان، دوم: وقف بالاشمام، سوم: وقف بالروم، چہارم: وقف بالابدال

(۲۲) چاروں کی مثالیں بالترتیب یہ ہیں (۲۳) الرَّحِیْمِ ، نَسْتَعِیْنُ، رَحْمَةً۔

(۲۴) وقف بالاسکان میں تمام حرکتوں کو ساکن کرنا چاہئے مگر آخر میں دوزبر یا گول تا نہ ہو۔

(۲۵) اگر دوزبر ہو تو الف سے، اور گول تا ہو تو ہائے ساکنہ سے بدلنا چاہئے (۲۶) اسکو وقف بالابدال کہتے ہیں۔ جیسے رَحِیْمًا کو رَحِیْمَا اور رحمةً کو رَحْمَہْ پڑھنا وقف کی حالت میں (۲۷) اور جس حرف پر ٹھہرا جائے اسکی حرکت کو تہائی مقدار سے اسطرح ادا کرنا کہ پاس

کے لوگ سن کر اسکی حرکت معلوم کر سکیں (اگر کوئی مانع نہ ہو) تو وقف بالروم کہتے ہیں۔ (۲۸) روم حرف مضموم یا مکسور یعنی پیش اور زیر والے حروف پر ہوتا ہے۔ (۲۹) اشمام کہتے ہیں حرف موقوف علیہ (جس حرف پر وقف کیا جائے) ساکن کرتے ہوئے ضمہ کا ہونٹوں سے اشارہ کرنا۔ حرف موقوف علیہ مضموم ہو تو اشمام ہوگا، (۳۰) واضح رہے کہ اشمام میں موقوف علیہ کو ساکن کرنے کے بعد جلد ہی اشارۂ حرکت چاہئے۔ (۳۱) اشمام بالحرکت اگرچہ یہ وقف ہی میں ہوتا ہے مگر لَا تَأْمَنَّا جو سورۂ یوسف میں ہے اس میں نون مشدد کے پہلے نون میں ضمہ کے اعتبار سے روم یا اشمام کرنا ضروری ہے۔ یہ لفظ اصلاً لَا تَأْمَنُنَا دونون کے ساتھ (فعل مضارع منفی معروف بصیغۂ واحد مذکر حاضر ساتھ ناضمیر جمع متکلم منصوب متصل) ہے، مگر یہاں بصورت ادغام کبیر (جس میں مدغم متحرک کو ساکن کر کے ادغام کرتے ہیں) ایک نون کو حذف بھی کر دیا گیا ہے اور رسماً ایک ہی نون آیا ہے، چنانچہ روم یا اشمام سے یہ واضح کیا جاتا ہے کہ یہاں ضمہ ہے فعل منفی کا، فعل نہی نہیں (جو واقعہ کے خلاف ہے) نہی کے آخر جزم ہوتا ہے، اور جزم میں روم و اشمام نہیں۔ (۳۲) اور روم کی صورت میں یہاں غنہ نہ کرنا چاہئے (کیونکہ اس صورت میں ادغامِ نون نہیں) اور اشمام کی صورت میں غنہ کرنا چاہئے (کیونکہ اس صورت میں نون کا ادغامِ مثلین ہے)۔ (۳۳) ہائے تانیث، ہائے سکتہ، میم جمع، حرکت عارض، سکون اصلی۔ (۳۴) ان جگہوں میں روم و اشمام جائز نہیں (۳۵) جیسے مَنْ يُشَاقِقْ، عَلَيْهِمْ، نِعْمَةٌ، لَا تَنْهَرْ، مَالِيَهْ وغیرہ۔ پہلی سکون اصلی کی، دوسری میم جمع کی، تیسری تائے تانیث کی، چوتھی بھی سکون اصلی کی اور پانچویں ہائے سکتہ کی مثال ہے۔ فتحہ میں (۳۶) روم و اشمام جائز نہیں۔

دوسری فصل

وقف واقع ہونے کے اقسام

۱ پھر وقوعِ وقف کی قسمیں ہیں چار　　اختیار و اضطرار و اختبار
۲ چوتھی کا کرنا ہو جو اس میں شمار　　ہے قرات مختلف میں انتظار
۳ بالارادہ بے تکلف وقف کر　　اختیاری ہوگا اے جانِ پدر
۴ وقف کا ہو مقتضی کوئی ضرر　　اضطراری جان اے لختِ جگر
۵ اضطراری میں اگر تاخیر ہو　　موضوع یا تجوید یا تفسیر ہو
۶ اور نہ ہو اس لمحہ ممنوعِ قرات　　اختیاری ہوگا اے اعلیٰ صفات
۷ مذہبِ قرّا کو جب کرنا شمار　　انتظار آئے گا اس میں بار بار

خلاصۂ اشعار

(۱) وقف واقع ہونے کی چار قسمیں ہیں، اول وقف اختیاری دوم وقف اضطراری سوم وقف اختیاری (۲) چہارم انتظاری (۳) جو وقف استراحت و آرام کی غرض سے بالارادہ اور بے تکلف کیا جائے اسے وقف اختیاری کہتے ہیں (۴) اور جو وقف بلا قصد (مثلاً کھانسی آجانے کی وجہ سے یا سانس کی تنگی کی وجہ سے) کیا جائے اسے وقف اضطراری کہتے ہیں (۵) اور اختیاری میں اگر تاخیر مزید ہوئی (مثلاً متعلقات تجوید و قرأت کے افہام و تفہیم کی وجہ سے) (۶) تو اسے وقف اختیاری کہتے ہیں۔ (۷) اور قراء و رواۃ کے مذاہب کو شمار کرنے کے لئے ایک آیت کو بار بار الگ الگ لغات سے پڑھنا اس کو وقف انتظاری کہتے ہیں۔ واضح رہے کہ قرأت مختلف بالترتیب ادا کرنے میں جو آخری قرأت ہوگی اس کو پڑھنے میں جو وقف ہوگا وہ وقف انتظاری نہیں بلکہ اختیاری ہے کیونکہ اس وقف کے بعد کسی اور قرأت کا اس موقف میں انتظار نہیں۔ اور یہ وقف اختلاف قراء و رواۃ ادا کرنے سے ہی ہوتا ہے لہٰذا روایت حفص علیہ الرحمہ میں یہ وقف نہیں ہے۔

تیسری فصل

محلِ وقف کے اقسام واحکام

1 رہ گئے سکتہ، سکوت اور قطع
اب تلک جو کچھ لکھا وہ وقف تھا

2 ذکر بالتفصیل پھر ہر ایک کا
دیکھتے ہی دیکھتے آ جائے گا

3 اب محلِّ وقف بھی پہچان لے
جس جگہ پر وقف کرنا ہو تجھے

4 چار قسمیں ہیں محلِّ وقف کی
تام و کافی و حسن، وقفِ قبیح

5 لفظ و معنی کا نہ ہو کچھ رابطہ
وقف سے مابعد ہو جائے جدا

6 دیکھنا ہو اب تجھے گر وقفِ تام
مُفْلِحُوْنَ مومنوں پر ہے تمام

7 ربطِ معنی ختم گرچہ ہو نہیں
لفظ پورا ہے تو کافی ہے وہیں

8 ہے **اُولٰٓئِکَ** سے جو پہلے **یُوْقِنُوْنَ**
اس کو کافی کہتے ہیں اہلِ فنون

9 ہو جو لفظی ربط اس میں بعد سے
کہتے ہیں وقفِ حسن، صالح اسے

10 ہے **لَهُمْ جَنّٰتٌ** سے **تَجْرِیْ** جڑا
ہے حسن **جَنّٰتٌ** میں گر وقف ہوا

۱۱ وقف میں لفظی تعلُّق رہ گیا — وہم تھا پھر، کہ ہے معنیٰ دوسرا

۱۲ نام اس کا پڑ گیا وقفِ قبیح — ہے منع یاں وقف کرنا بالصریح

۱۳ کچھ مقاماتِ قبیحہ جان لے — فعل پر بے فاعل اور مفعول کے

۱۴ جار بے مجرور ہے وقفِ قبیح — ہے مضاف بے مضاف الیہ قبیح

۱۵ مبتدا قبیح خبر کے بغیر — اور پھر موصوف صفت کے بغیر

۱۶ حال بے ذوالحال پر وقفِ قبیح — عطف بے معطوف الیہ پر قبیح

۱۷ ہے عدد معدود بے، اے مبتدی — اور ہے مستثنیٰ بے استثنا سبھی

۱۸ مَاخَلَقْتُ الْجِن پر یا اِنْس پر — وقف اقبح ہے بلا مثبت ہو گر

۱۹ وقف کرنے میں مراتب ہیں، سنو — تام، پھر کافی، حسَن ہے بعد کو

۲۰ اختیاری تام پر کرنا ضرور — تا تلاوت سے ملے دل کو سرور

۲۱ وقف بہتر وقفِ کافی پر بھی ہے — ربطِ لفظی ہے نہیں یاں اس لئے

۲۲ اور حسَن پر وقف جائز ہے مگر — اختیاری کرنے سے پرہیز کر

۲۳ ہے قبیح پر غیر جائز اختیار — تا رہے تحسینِ معنیٰ برقرار

۲۴ جب توقُّف تام یا کافی پہ ہو — ابتداءِ اصطلاحی تم کرو

خلاصۂ اشعار

(۱) اب تک کیفیت وقف اور اس کے اقسام اور وقوع وقف اور اس کے اقسام کا ذکر ہوا۔ (۲) رہ گئے سکتہ، سکوت اور قطع تو انشاء اللہ ہر ایک کا ذکر بالتفصیل چوتھی فصل میں آئے گا۔

(۳) جس جگہ وقف کیا جاتا ہے اسکو محل وقف کہتے ہیں (۴) محل وقف کی چار قسمیں ہیں:

اول: وقف تام، دوم: وقف کافی، سوم: وقف حسن، چہارم: وقف قبیح

(۵) وقف تام کہتے ہیں ایسے کلمے پر وقف کرنا جسکا مابعد (اس کے بعد کے) کلمے سے لفظی ومعنوی تعلق ختم ہو گیا ہو، لفظی تعلق ختم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ترکیبِ نحوی میں موقوف کا تعلق لفظی مابعد سے نہ ہو اور معنوی تعلق ختم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مابعد کے واقعہ کو ماقبل (یعنی موقوف) سے تعلق معنوی نہ ہو۔ (۶) وقف تام کی مثال ہے **اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ** جو سورۂ بقر میں ہے، یہاں موقوف علیہ کا مابعد سے تعلق (لفظی کے ساتھ) معنوی بھی منقطع ہو گیا ہے، یعنی ماقبل متقیوں اور مومنوں کا ذکر تھا اور انکی فلاح و کامرانی کی بشارت تھی جو **مُفْلِحُوْنَ** پر تمام ہے، اور اب اس کے بعد کی آیت میں کافروں کی صفت اور انکی نامرادی کا ذکر ہے۔

(۷) وقف کافی کہتے ہیں ایسے کلمے پر وقف کرنا جہاں ماقبل کا مابعد سے لفظی تعلق ختم ہو گیا ہو اور معنوی تعلق باقی ہو جیسے سورۂ بقر رکوع ۱ میں **وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ** (۹) اور اگر موقوف علیہ کا لفظی ومعنوی ربط بعد کے کلمے سے باقی تو ہو لیکن معنی اس سے قبیح نہ ہو تو ایسے وقف کو وقف حسن یا وقف صالح کہتے ہیں (۱۰) جیسے **وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ** میں **جَنّٰتٌ** پر اگر وقف ہو (۱۱) اور اگر موقوف علیہ کا معنوی ولفظی ربط باقی ہو اور معنی اس سے قبیح ہو یا معنی غیر مراد کا وہم لازم آئے تو وقف قبیح کہتے ہیں (واضح رہے کہ معنوی ولفظی تعلق میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے) اور (۱۲) وقف قبیح میں وقف اختیاری جائز نہیں مگر اضطراری ہو گیا، مثلاً بوجہ کھانسی، جماہی یا سانس کی تنگی کی بنیاد پر، تو ماقبل ایک کلمہ یا دو کلمہ سے جو مناسب ہو اعادہ ضرور کرے بے محل اور غیر مناسب کلمہ سے اعادہ کرنے کی صورت میں اعادہ بھی قبیح ہوتا ہے۔

(۱۳) جن مقامات میں وقف قبیح ہوتا ہے یہ ہیں، فعل پر فاعل و مفعول کے بغیر وقف کرنا قبیح ہے، (۱۴) جار پر بغیر مجرور و مضاف پر بغیر الیہ وقف کرنا وقف قبیح ہے، (۱۵) مبتدا پر بغیر خبر کے اور موصوف پر بغیر صفت کے وقف کرنا قبیح ہے، (۱۶) ذوالحال پر بغیر حال کے اور معطوف علیہ پر بغیر معطوف کے وقف کرنا قبیح ہے، (۱۷) عدد پر بغیر معدود کے اور مستثنیٰ منہ پر بغیر مستثنیٰ کے وقف کرنا قبیح ہے، (۱۸) اور کہیں کہیں وقف اقبح (زیادہ خراب) بھی ہوتا ہے مثلاً وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ میں الْجِنَّ یا الْاِنْسَ پر بغیر اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ کے وقف اقبح ہے۔

(۱۹) وقف کرنے میں مراتب کا خیال رکھنا چاہئے، کہ سب سے پہلے وقف تام کا مرتبہ ہے پھر کافی کا اور پھر حسن کا درجہ ہے۔ (۲۰) وقف اختیاری تام پر کرنا چاہئے تاکہ مفہوم کی وضاحت احسن طریقے پر ہو (۲۱) اور وقف اختیاری کافی پر بھی بہتر ہے جبکہ تام پاس نہ ہو، کیونکہ لفظی ربط کا نہ ہونا ہی وقف کرنے کے لئے کافی ہے (۲۲) اور حسن پر وقف اختیاری کرنے سے پرہیز چاہئے لیکن اضطراری ہو جائے تو حرج نہیں، اعادہ ضرور کرے۔
(۲۳) وقف قبیح پر وقف جائز نہیں کیونکہ ایسی جگہ وقف کرنے سے کوئی نہ کوئی قباحت ضرور ہوتی ہے (۲۴) اور تام یا کافی پر وقف کرنے کے بعد ابتدا کرنی چاہئے اعادہ جائز نہیں۔

واضح ہو کہ کہیں وقف تام میں اتم، کافی میں اکفیٰ، حسن میں احسن اور قبیح میں اقبح بھی ہوگا، اور یہ سب موقع و محلِ وقف وہ حضرات جان سکتے ہیں جن کو عربی وغیرہ کی واقفیت ہو، جو اس سے ناواقف ہیں ان کے لئے کچھ علاماتِ وقف ذکر کئے جائیں گے جو ائمۂ وقف علیہم الرحمہ نے امت کی آسانی کے لئے وضع کئے ہیں، لہٰذا ناواقف کے لئے علاماتِ وقف کا التزام ہی بس ہے۔ علاماتِ وقف کا ذکر انشاءاللہ تعالیٰ چھٹی فصل میں آئے گا۔

چوتھی فصل

سکتہ، سکوت، قطع کی تعریف اور اس کے احکام

1 ہے محلِ مرویہ میں چار جا — وصل کی حالت میں سکتہ واجبہ

2 ہے عِوَجًا، مَرْقَدِنَا، قِيْلَ مَنْ — پھر ہے کَلَّا بَلْ میں اے شیریں سخن

3 کلمۂ مقطوع میں اتنا ہو بس — قطعِ صوت ساتھ ہو جاری نفس

4 هٰذَا، لَمْ یَتَفَكَّرُوْا اور اَلرِّعَاءُ — اَنْفُسَنَا، چار سکتہ جائزہ

5 کہہ سکوت اس وقف کو، اے خوش گلو — ہو قرأت پر جہاں میں گفتگو

6 ذہن اس میں منتشر جیسے ہوا — تھا ارادہ قطع کا تو ہو گیا

7 قطع پر حکمِ تعوّذ آ گیا — تا تلاوت کا ہو جاری سلسلہ

8 قطع ایسے وقف کا آیا ہے نام — جبکہ ہو جائے ترا پڑھنا تمام

خلاصۂ اشعار

(۱) روایت حفص علیہ الرحمہ میں چار جگہ سکتہ واجب ہے:

(۲) ۞ سورۂ کہف میں عِوَجًا

۞ سورۂ یٰسٓ میں مِنْ مَّرْقَدِنَا

۞ سورۂ قیامہ میں قِيْلَ مَنْ

۞ سورۂ مطففین میں كَلَّا بَلْ میں

(۳) سکتہ کہتے ہیں کلمۂ مقطوع کے آخر میں اس طرح وقف کرنا کہ آواز بند ہو جائے اور سانس جاری رہے اور اسی سانس سے مابعد کی تلاوت کرنا (۴) اور چار جگہ سکتہ جائزہ ائمۂ وقف سے ثابت ہے سورۂ اعراف میں اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا سورۂ یوسف میں اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا سورۂ قصص میں يُصْدِرَ الرِّعَاءُ اور سورۂ اَعْرَافْ میں رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا۔

(۵) سکوت اس وقف کو کہتے ہیں جہاں متعلقات قرآن عظیم پر گفتگو کی وجہ سے تاخیر مزید ہو اور سکوت کے بعد ابتدائے اصطلاحی کے لئے استعاذہ نہیں (۶) مگر سکوت کے دوران فحش کلامی اور کلام اجنبی سے قطع واقع ہو جائے گا (۷) قطع حقیقی جو قطعِ قرات سے ہوتا ہے یا قطع اتفاقی جو مانعِ تلاوت سے ہوتا ہے دونوں صورتوں میں استعاذہ ضروری ہے۔ (۸) قطع حقیقی اس کو کہتے ہیں جس سے تلاوت موقوف ہو جائے۔

پانچویں فصل

علامتِ وقف اور وصل

۱ وقفِ لازم کی علامت میم ہے — طا ہے مطلق اور جائز جیم ہے
۲ زا، مُجَوَّز اور مُرَخَّص صاد ہے — قِیۡلَ عَلَیۡہِ الۡوُقُف کی جا قاف ہے
۳ بعد علامت وقف یا پھر وصل ہو — کَ، کَذٰلِک تو اسی کا حکم دو
۴ قِفۡ، یہ قَدۡ یُوقَف ہے صیغہٗ امر نہیں — صَلۡ، یہ قَدۡ یُوصَل ہے صیغہ امر نہیں
۵ ہے صلیٰ، الوَصلُ اَولیٰ کا خفیف — کر اعادہ! یہ علامت ہے ضعیف
۶ لَا ہے لَا وَقۡفٌ عَلَیۡہِ کا نشان — وقف جائز ہے نہیں، یاں خوب جان
۷ قِیۡلَ لَا وَقۡفٌ عَلَیۡہ ہے قِلَا — مختلف فیہ وقف ہے ایسی جگہ
۸ آیۂ لا پر نہیں وقفِ قبیح — بر وجہ آیت ہے یاں وقفِ صحیح

9 دونوں جانب ہونگے نقطے تین تین مثل فِیْہِ قبل ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْن
10 وصلِ کل یا وقفِ کل یاں ہے منع وسط کا کلمہ نہ ہو بے رابطہ
11 ایک بازو وصل تو فصل دوسرا نام اس کا پڑ گیا مُعانقہ
12 وقف مع السکتُ کا مخفف وقفہ ہے وقف سی تاخیر ہے اور سکتہ ہے
13 وقفہ اور سکتہ طویلہ نام ہے وقف اور سکتہ بھی یاں پر عام ہے
14 ہے لکھا وقف النبی بر حاشیہ وقف سنت ہے، ٹھہر ایسی جگہ
15 پھر لکھا وقفِ مُنزّل ہو جہاں وقف کرنا مستحب ہوگا وہاں
16 وقفِ غفراں بھی لکھا ہے کچھ مقام وقف سے واضح یہاں ہوگا کلام
17 وقف جائز ہے نہیں کفران میں وصل کی خاطر لکھا قرآن میں

خلاصۂ اشعار

(۱) 'م' یہ وقف لازم کی علامت اور اس کا مخفف ہے یہ علامت اس مقام پر ہوتی ہے جہاں کلام پورا ہو گیا ہو لہٰذا باقتضائے ختم کلام یہاں وقف ضروری ہوتا ہے کیوں کہ ایسی جگہ وصل کرتے ہوئے غیر علامت پر وقف کردینے سے معنی مقصود کے خلاف ایک قبیح مفہوم کا اندیشہ غالب ہوتا ہے اس لئے اس کو وقف لازم اور وقف واجب بھی کہتے ہیں۔

ط، یہ وقف مطلق کی علامت ہے، یہاں بوجہ ختمِ کلام وقف تام ہے اس وجہ سے یہاں وقف کرنا ضروری ہے یہ علامت ایسی جگہ ہوتی ہے جہاں کلام پورا ہو جاتا ہے اور وصل کردینے سے بے جا اتصال لازم آتا ہے اور 'ج' یہ وقف جائز کی علامت ہے یہاں بوجہ تفہیمِ معنی

اور تحسین قرات وقف کرنا زیادہ بہتر ہے یہ علامت اس جگہ ہوتی ہے جہاں وقف اور وصل دونوں کے لئے برابر درجہ کی دلیل ہو البتہ معنی کی وضاحت کے لئے نسبتاً وقف یہاں اولیٰ ہے (۲) ز ، یہ وقف مجوز کی علامت ہے یہاں وصل اور وقف دونوں کی اجازت ہے مگر نسبتاً یہاں وصل اولیٰ ہے وقف سے ، یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں وصل وقف دونوں کے لئے دلیل ہو مگر وصل کی دلیل نسبتاً قوی ہو، مگر یہ علامت ضعیف ہے۔ اور 'ص' یہ **وقفِ مرخص** کی علامت ہے یہاں ضرورت کے وقت وقف کی اجازت تو ہے مگر علامت ضعیف ہے۔ 'ق' یہ علامت **قِیْلَ عَلَیْہِ الْوَقْفُ** کی ہے یہاں بھی عند الضرورت وقف کی اجازت ہے مگر علامت یہ بھی ضعیف ہے (۳) 'ك' یہ علامت **کَذٰلِكَ** کی ہے اگر یہ علامت وقف کی علامت کے بعد ہو تو وقف کے حکم میں اور علامت وصل کے بعد ہو تو وصل کے حکم میں ہے (۴) '**قف**' یہ علامت **قَدْ یُوْقَفُ** کا مخفف ہے صیغۂ امر (قِفْ) نہیں اس پر اگر وقف ہو گیا تو حرج نہیں البتہ اختیاری غیر مناسب ہے اور 'صَلْ' یہ **قَدْ یُوْصَلُ** کا مخفف ہے یہ بھی صیغۂ امر (صِلْ) نہیں، اس پر وصل پسند کیا گیا ہے اور یہ **قف** کا مقابل ہے۔ (۵) **صلیٰ**، **اَلْوَصْلُ اَوْلٰے**' کا مخفف ہے یہاں بوجہ تعلقِ لفظی وصل ہی کرنا چاہئے اضطراری ہو گیا تو حرج نہیں اعادہ ضروری ہے (۶) **لا**، **لَا وَقْفَ عَلَیْہِ** کا مخفف ہے اور وقفِ قبیح کی علامت ہے اس جگہ کلام کا اتصال ضروری ہتا ہے اس لئے یہاں وقف کرنے سے کوئی نہ کوئی قباحت لازم آتی ہے لہٰذا اس پر وقف جائز نہیں مگر اضطراری کے وقت معذور ہوگا اور اعادہ ضروری ہوگا (۷) **قِلا**، **قِیْلَ لَا وَقْفَ عَلَیْہِ**، کا مخفف ہے اس جگہ وقف نہ کیا جائے تو بہتر ہے اگر ہو گیا تو اعادہ ہوگا مگر جنکے نزدیک یہاں وقف معتبر ہے ان کے واسطے اعادہ نہیں۔ (۸) گول دائرہ پر لا کا نشان بنا ہوتا ہے اس کو آیت لا کہتے ہیں جیسے ۝لا ہاں وقف قبیح نہیں بلکہ بوجہ آیت درست ہے البتہ وصل بہتر ہے اگر وقف کیا تو اعادہ نہیں (۹) اور

قرآن پاک کے بیچ آیت میں دو جگہ تین تین نقطے بنے ہوتے ہیں اور حاشیہ میں 'مع' لکھا ہوتا ہے وہ وقف معانقہ کی علامت ہے جیسے لَا رَیْبَ ∴ فِیْهِ ∴ **هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ** وغیرہ (۱۰) ایسے مقام پر دونوں جگہ وصل یا دونوں جگہ وقف نہیں کرنا چاہئے، پہلی صورت میں درمیان کا لفظ (مثلاً فیہ) مخلوط اور دوسری صورت میں بے ربط ہو جاتا ہے اور تفہیمِ معنی میں دقت آتی ہے (۱۱) لہٰذا ایک جگہ وصل تو دوسری جگہ فصل کرنا چاہئے، اور اس لئے معانقہ کہتے ہیں کہ ایک بازو کا وصل تو دسرے کا فصل معانقہ کے مناسب ہے۔ (۱۲) **وَقْفَهْ، وَقْف مَعَ السَّکْتَه** کا مخفف ہے جو **وَقْف** اور **سَکْتَه** کی ہا کے ساتھ ہے، اس میں اس طرح سکتہ کرنا چاہئے کہ وقف جیسی تاخیر ہو لہٰذا اس کو **سکتہ طویلہ** بھی کہتے ہیں (۱۳) اس موقع پر بجائے سکتہ طویلہ کے وقف کرنا بھی جائز ہے لیکن سکتہ طویلہ بہتر ہے۔ (۱۴) 'وقف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' قرآن پاک کی حاشیہ پر لکھا ہوتا ہے یہ وقف حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گیارہ جگہ ثابت ہے لہٰذا یہاں وقف کرنا نہایت اہم واحب ہے (۱۵) '**وَقْف مُنَزَّل**' اس کو وقف جبرئیل بھی کہتے ہیں اس موقع پر بھی وقف مستحب اور بہتر ہے کہ نزولِ وحی کے وقت حضرت جبرئیل نے یہاں وقف فرمایا آقائے کائنات نے بھی فرمایا پھر اس کی نشاندہی فرمائی، اور یہ وقف بھی قرآن مجید کی حاشیہ پر لکھا ہوتا ہے۔ (۱۶) **وقف غفران**، یہ قرآن مجید کی حاشیہ پر لکھا ہوتا ہے، ایسی جگہ وقف کرنے سے معنی کی وضاحت اور سننے والے پر بشاشت پیدا ہوتی ہے اس لئے اس کو **وقف غفران**، کہتے ہیں لہٰذا یہاں وقف کرنا پسندیدہ ہے۔ (۱۷) **وقف کفران**، یہ قرآن مجید کی حاشیہ پر اس جگہ لکھا ہوتا ہے جہاں پر وقف کرنے سے ایک خاص قسم کی قباحت آتی ہے کہ اس کا اعتقاد ہو جائے تو معاذ اللہ موجب کفر ہو جاتا ہے۔

چھٹی فصل

قواعد متفرقہ

1 پڑھ تو مَجْرٖیھَا میں اس طرح الف ۔ یائے مدہ اور الف کا نصف نصف
2 اس ادا کا نام اِمالہ ہوا ۔ حفص میں آیا نہیں اس کے سوا
3 فصلت میں ہے جو لفظِ ءَاَعْجَمِی ۔ ہمزہَ ثانی مسہّل پڑھ غنی
4 ہے الف اور ہمزہ کے بیچ اک ادا ۔ بس وہی ہمزہ مُسہّل ہے لکھا
5 خاص ہے ابدال پھر تسہیل جان ۔ آللّٰہُ، آلذّٰکَرَیْنِ، ءَآلْئٰنَ
6 ہمزہَ ثانی جو وصلی ہے یہاں ۔ پڑھ الف ابدال میں اے نوجواں
7 دونوں جانب لام کے جو ہے الف ۔ بِئْسَ الِاسْمُ میں نہ پڑھ دونوں الف
8 پھر حذف کے بعد تا کہ پڑھ سکو ۔ اسم کا کسرہ لگا دو لام کو

9 صورتِ نقل، اس ادا کا آیا نام — بس اسی کلمہ میں کرتے ہیں امام

10 بَصۜطَةً اعراف یَبۜصُطُ بقر میں — سین ہے یہ صاد روایت حفص میں

11 اور مُصَیۡطِر شاطبی سے صاد ہے — سین سے بھی ہے یہ جزری کے لئے

12 پھر مُصَیۡطِر ساتھ میں ہے واؤ نون — صاد وسین اسمیں پڑھوائے ذی فنون

13 کر قبول اسکو اے ربِّ دو جہان — تَمَّ بخیرٍ بحمد المستعان

خلاصۂ اشعار

(۱) مَجۡرٖیهَا جو سورۂ ہود میں ہے اس میں را کے بعد کا الف یا کے ابدال کا ہے، اس الف کو الف اور یا مدہ کے درمیان سے ادا کرنا چاہئے اکثر قرآن مجید میں جو را کے نیچے کھڑی زیر لکھتے ہیں اسی ادا کی طرف اس کا اشارہ ہوتا ہے۔ (۲) اس ادا کو امالہ کبریٰ کہتے ہیں حضرت امام حفص علیہ الرحمہ کی روایت میں صرف اسی کلمہ میں امالہ ہوا ہے۔

(۳) سورۂ فصلت میں جو لفظ ءَاَعۡجَمِیٌّ ہے اس کے ہمزۂ ثانیہ میں تسہیل کرنا ضروری ہے یہ تسہیل روایتاً واجب ہے۔ (۴) تسہیل کہتے ہیں ہمزہ کو ہمزہ اور اس کی حرکت کے موافق حرف علت کے درمیان سے ادا کرنا اس کو بین بین بھی کہتے ہیں۔

(۵) ءَآلذَّكَرَيۡنِ یہ لفظ دو جگہ سورۂ انعام میں، آلۡئٰنَ یہ لفظ دو جگہ سورۂ یونس میں، آللّٰهُ اَذِنَ یہ لفظ سورۂ یٰسٓ میں اور نمل میں، ان جگہوں میں تسہیل جائز ہے مگر ابدال اولیٰ ہے، ابدال کہتے ہیں ہمزہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت (حرف مد) سے بدلنا۔

(۶) واضح رہے کہ مذکورہ کلمات میں تسہیل کی صورت میں مد نہ ہوگا یہ الفاظ اصل میں ءَاَلذَّكَرَيۡنِ، ءَاَلۡئٰنَ، ءَاَللّٰهُ ہیں کہ شروع میں ہر ایک کے دو دو ہمزہ ہیں، پہلا

ہمزہ قطعی استفہام کا اور دوسرا ہمزہ وصلی لام تعریف واسم جلالت کا ہے اور ہمزۂ وصلی وسطِ کلام میں حذف ہوجاتا ہے (ہمزۂ وصلی جیسے لام تعریف کا ہمزہ، امر کا ہمزہ، اسم کا ہمزہ، ابن کا ہمزہ، امرء کا ہمزہ، امرءۃ کا ہمزہ، اور جو ابواب کے ہمزۂ وصل ہیں وہ ظاہر ہے) مگر یہاں حذف اس لئے نہیں ہوگا کہ دونوں ہمزہ مفتوح ہیں تو حذف کی صورت میں پتہ نہ چلے گا کہ یہ ہمزۂ استفہام ہے یا وصلی اور اس طرح انشاء کا التباس خبر سے لازم آئے گا البتہ تسہیل یا ابدال کے ذریعہ اس کا تغیر ضرور ہوگا اور ابدال میں تغیر تام ہے اس لئے ابدال اولیٰ ہے۔ (۷) بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْق میں لام تعریف کا ہمزہ اور اسم کا ہمزہ دونوں حذف کئے جائیں گے کیونکہ دونوں ہمزہ وصلی ہیں (۸) اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے لام کو کسرہ دے کر پڑھیں گے۔ (۹) اس ادا کو صورت نقل کہتے ہیں، واضح رہے کہ یہ نقل حقیقتاً نہیں بلکہ نقل کی طرح ہے کیونکہ نقل حقیقی اس کو کہتے ہیں جہاں ہمزۂ قطعیہ کی حرکت ماقبل حرف ساکن کو دیکر ہمزہ کو حذف کر دینا، مثلاً، بقرأت امام نافع بروایت امام ورش علیہما الرحمہ مِنَ الْاُوْلٰی کو مِنَ الُوْلٰی پڑھنا، لیکن یہاں (بِئْسَ الِسْمُ الْفُسُوْق) میں حرکت لام اجتماع ساکنین کی وجہ سے ہے نہ کہ نقل کی وجہ سے قول صحیح یہی ہے، بہر حال رجحان کچھ بھی ہو نتیجہ ایک ہے۔

(۱۰) بَصْطَةً اعراف میں اور یَبْصُطُ بقر میں یہ دونوں لفظ اگرچہ صاد سے لکھے جاتے ہیں مگر امام حفص علیہ الرحمہ کے لئے دونوں لفظ صاد سے پڑھنا ضروری (۱۱) اور بِمُصَیْطِرٍ جو غاشیہ میں ہے علامہ شاطبی علیہ الرحمہ کے نزدیک صاد ہے مگر علامہ جزری علیہ الرحمہ کے نزدیک سین سے بھی ہے (۱۲) اور مُصَیْطِرُوْن جو طور میں ہے سین وصاد دونوں سے جائز ہے۔ اللہ کا شکر ہے یہاں پر کتاب تمام ہوئی۔

(۱۳) اے ارحم الراحین! اپنے فضل وکرم سے میری کوتاہیوں کو دور فرما اور اسے قبول فرما کر ہمارے لئے ذریعۂ نجات بنا آمین! بجاہ حبیبک رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ واھل بیتہ اجمعین۔

تقریظ

استاذ القراء قاریٔ سبع متواترہ

حضرت قاری مبارک حسین رضوی

استاذ قرأت دار العلوم گلشن اجمیر (بھروچ گجرات)

الحمد للہ الذی وفقنا بالتجوید القرآن و تحفیظہ والصلوۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین۔ اما بعد!

سب کو معلوم ہے کہ علوم دنیاوی کے مقابلے میں دینی علوم بہر حال اشرف وافضل ہیں یہی وجہ ہے کہ کالج کی کتنی بھی بڑی ڈگری ہو وہ اسلامی علوم کے مقابلے میں کچھ نہیں پھر تمام دینی علوم میں وہ علوم افضل ہیں جن کا تعلق براہ راست قرآن کریم سے ہے، اور اس حقیقت سے بھلا کون انکار کرسکتا ہے کہ علم تجوید کا تعلق براہ راست قرآن کریم سے ہے اور الفاظ قرآن سے زیادہ کوئی بھی چیز مجد وشرف کی حامل نہیں، الفاظ سے متعلق علم تجوید ہے جس پر متفقہ فیصلہ ہے کہ یہ علم تمام علوم میں افضل واشرف ہے، کیونکہ اسے براہ راست کلام الٰہی سے تعلق ہے اور کلام اللہ کا اشرف واعظم ہونا اظہر من الشّمس ہے۔

قرآن مقدس کی تلاوت کے بے شمار فضائل وبرکات ہیں، چنانچہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک قاریٔ قرآن کو یہ حکم فرمائے گا کہ 'قرآن پڑھ' اس وقت وہ قاری جس درجہ خوش آوازی اور جس قدر بہترین انداز میں قرآن پڑھ کر سنائے گا اسی اعتبار سے اس کے درجات بلند کئے جائیں گی۔ گویا ایک قاریٔ قرآن کو یہ فضیلت دی گئی ہے کہ وہ قیامت کے دن بھی نیکیاں کما سکتا ہے، جبکہ ثواب حاصل کرنے کا ہر ذریعہ مرنے کے بعد ختم ہوجائے گا (-تیسیر الطبع فی اجراء السبع ج ۱، ص ۱۱)

واضح رہے کہ موافق نزول تلاوت کے لئے، علم تجوید نہایت ہی ضروری ہے، اس کے خلاف پڑھنے سے حروف والفاظ بگڑ کر معنی فاسد ہوجاتے ہیں جو مفسد نماز اور خارج نماز میں ہوتو بھی باعث گناہ ہے، اسی کے پیش نظر ہر زمانے کے علماء نے اس علم کی ترویج و اشاعت تعلیم وتدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کو بھی اپنی زندگی کا ایک اہم مشغلہ بنایا۔قرآن مقدس کی خدمت خواہ وہ تعلیم وتدریس کی صورت میں ہو یا تصنیف وتالیف کی شکل میں، امت کے جن اشخاص کو اس کی توفیق ہوتی ہے وہ بلاشبہ اس سلسۃ الذہب سے مربوط ہیں جن کے لئے بڑے اجر وحسنات کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ بڑی خوشی ومسرت کا مقام ہے کہ (جامعہ منعمیہ میتن گھاٹ، پٹنہ سیٹی) کے لائق و فائق استاذ تجوید، ہمارے دوست، شیخ القراء جناب مولینا قاری مقری محمد سلیمان صاحب قبلہ اشرفی راج محلی نے اپنے شبانہ روز تدریسی مشاغل کے ساتھ ساتھ اس مقدس علم کی تالیفی خدمت کو بھی اپنا بہترین مشغلہ بنایا اور محقق فن علامہ ابن الجزری علیہ الرحمہ کی پیروی کرتے ہوئے تجوید کی ایک ایسی نفیس اور نایاب کتاب اشعار میں تحریر فرمادی جس کی ضرورت سالہا سال سے تھی۔ خاکسار کی محدود معلومات میں ہندوستان میں بزبان اردو اپنی نوعیت کی یہ منفرد کتاب ہے۔ اشعار میں اس جیسی اور کوئی کتاب اردو زبان میں اب تک نہیں تھی کہ جس میں فن کے تمام مسائل یک جا طور پر جمع ہوں۔لہٰذا اس کتاب سے ایک بڑا خلاء پر ہوگیا ہے۔اس کتاب میں مسائل تجوید اور وقف کو بڑے وقیع پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ قاری موصوف صاحب نے اپنی اس کتاب میں علم وفن کے نہایت اہم گوشوں کو واضح کرنے کی سعی فرمائی ہے۔مسائل کا طرز بیاں اپنے اندر ایک انوکھا انداز لئے ہوئے ہے۔موصوف نے طلبۂ تجوید پر نہایت شفقت فرماتے ہوئے معتبر ماخذ سے در بے بہا چن کر بشکل اشعار جمع

فرمادئے ہیں، جو جامع مطالب ہیں۔

کتاب کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ تجوید کے جن مسائل میں اختلافات ہیں انکو حاشیہ میں واضح فرمایا گیا ہے۔ یہ کتاب صرف طلباء تجوید ہی کے لئے نہیں بلکہ اساتذہ اور تمام قدر دان علم وفن کے لئے مفید ثابت ہوگی انشاء اللہ۔ قاری صاحب کا روحانی تعلق چونکہ کچھوچھہ مقدسہ سے ہے، اور شیخ المشائخ تاجدار ولایت سرکار کلاں حضرت سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ سے انہیں شرف بیعت حاصل ہے، اور ان کے فرزندار جمند شیخ اعظم حضرت علامہ سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی الجیلانی (علیہ الرحمہ) آپ کے جانشین برحق ہیں، اس لئے ان عظیم دو ہستیوں کی جانب منسوب کرتے ہوئے انہوں نے اس کتاب کا نام تجوید المختار مع اظہار الاشعار رکھا، یہ دراصل ایک مرید صادق کی اپنے مرشد کامل سے گہری نسبت اور سچی عقیدت کی دلیل ہے اور غایت درجہ سعادت مندی کی بات ہے۔ اس تاریخی تصنیف پر مصنف موصوف مدظلہ العالی تمام قدردان علم کی جانب سے لائق شکریہ اور مستحق صد مبارک باد ہیں۔ راقم الحروف پوری بصیرت کے ساتھ طلبہ اور اساتذۂ فن سے اس کتاب سے استفادہ کی گذارش کرتا ہے، اور بازگاہ الٰہی میں دست بدعاء ہے کہ اس کتاب کو جلد از جلد شائع فرما کر طلبہ واساتذہ کے لئے مفید بنائے، اور قاری صاحب موصوف کو کامل صحت وعافیت کے ساتھ اپنی شایان شان جزاء خیر عطا فرمائے۔ آمین!

سگ بارگاہ تاج الشریعہ

محمد مبارک حسین رضوی (جام تاڑا، جھارکھنڈ)

خادم تجوید، دار العلوم گلشن اجمیر (بھروچ، گجرات)

۱۲؍ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ

اظہار خیال

حضرت مولینا قاری محمد شمشیر علی

ناظم اعلیٰ جامعہ معینہ تجوید القرآن، امن سوسائٹی، سورت (گجرات)

الحمد للہ الذی انزل القرآن علیٰ سبعۃ احرف وامر نا تلاوتہٗ با لتجوید والتوقف والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد ن المختا ر صاحب التصرف وعلی آلہٖ واصحابہ واھل التصوف۔ امابعد!

مکرمی قاری محمد سلیمان اشرفی نے تجوید المختار نظم میں پیش کر کے دراصل ہماری جماعت کو ایک نادر ونایاب تحفہ پیش کیا ہے۔ کسی بھی علم کے جملہ مسائل کو نظم میں لانا اس علم پر خصوصی توجہ اور غیر معمولی لیاقت کی دلیل ہے رسالہ جا بجا کچھ دیکھا اور بے حد مسرور رہوا۔ میری رائے ہے کہ اگر طلبہ اسے یاد کرلیں تو جملہ قواعد ومسائل تجوید مستحضر ہو جائیں اور محفوظ رہیں۔ رسالے میں نظم کا مختصر خلاصہ بنام اظہار الاشعار بھی مکرمی نے لکھا ہے جو جامع اور سیر حاصل ہے۔ ناظم کتاب محمد سلیمان اشرفی صاحب مولوی، حافظ اور قرأت سبعہ متواترہ کے ماہر فنّی اور مشاق قاری ہیں جو فنِ تجوید وقرأت کے مخلص مدرس ہیں۔ فنِ شاعری کا شوق انہیں دورِ تعلیم ہی سے تھا۔ بارہا کچھ اشعار لکھ کر اساتذہ کو دکھانا ان کا خوب صورت معمول تھا، ۲۰۰۶ء میں ان کی ایک کتاب مجموعۂ نعت ومنقبت وغزل بنام 'نغمات' گجراتی میں چھپ کر منظر خاص وعام ہوئی ہے قاری موصوف ۲۰۰۳ء سے آج تک شعبۂ تجوید وقرات کے ساتھ ساتھ درس نظامی کا کام بھی انجام دے رہے ہیں، اللہ کریم ناظم کی کاوشوں کو قبول فرمائے، ابتک جن علماء وقراء نے آپ سے اکتساب فیض کیا ہے کچھ اسماء گرامی یہ ہیں۔

(۱) مولینا قاری سید محمد جامی اشرف شہزادۂ حضرت مولینا رئیس اشرف اشرفی جیلانی (۲) مولینا قاری محمد محسن اسمٰعیل باڑی والا، مڑاسا، گجرات۔ (۳) مولینا قاری محمد ریاض عبدالمصطفی مڑاسیا (۴) مولینا قاری محمد محسن عبد اللہ بھورا، (۵) مولینا قاری توفیق محمد

یونس باکرولیا (۶) مولینا قاری محمد احمد داؤد چڑی (۷) مولینا قاری نور محمد محمود میاں قاضی، (۸) مولینا قاری رفیق عبد الرحمٰن دل دھویا، (۹) مولینا قاری عبد القادر عثمان حنان، (۱۰) قاری شاہد حسین عبد القادر ہرسولیہ، (۱۱) قاری نور محمد ولی محمد ہرسولیہ، (۱۲) قاری شمس الدین ڈوئی، (۱۳) قاری محمد یوسف عبد الحکیم چاندنی والا، (۱۴) قاری مقبول حسین عبد الرحمٰن وکریا، (۱۵) قاری ناظم حسین عبد الرحیم گڈھاوالا، (۱۶) قاری نثار احمد عبد العزیز متولی، (۱۷) قاری امتیاز گڈھاوالا، (۱۸) قاری ظہور احمد محمد اقبال مڑاسیا، (۱۹) قاری محمد شعیب مدنی چاندنی والا، (۲۰) قاری محمد شعیب ڈاکٹر جمال سابوگر، (۲۱) قاری شعیب عبد الرزاق پوناسیا، (۲۲) قاری احمد حسین ابراہم آخونجی، (۲۳) قاری اقبال منصوری، (۲۴) قاری زین العابدین رشید احمد مولوی، (۲۵) قاری شبیر عبد الرحمٰن سورتی، (۲۶) قاری محمد اقبال عبد الرحمٰن سورتی، (۲۷) قاری خلیل عبد الرحمٰن ابولا، (۲۸) قاری ابرار شاہ محمد مولوی پرانتج، گجرات (۲۹) قاری محمد شعیب محمد یوسف وسی والا، (۳۰) قاری ذاکر حسین محمد شفیع متولی، (۳۱) قاری ذاکر حسین دوست محمد ڈوئی، (۳۲) قاری ذاکر حسین ابراہیم پوناسیا، (۳۳) مولینا قاری محمد جنید محمد یوسف، قیصر پورہ، گجرات (۳۴) قاری غلام محی الدین ابراہیم آخونجی (۳۵) حافظ قاری ریاض احمد ناظم الدین، سورت، گجرات (۳۶) مولوی قاری سید مکی راشد سید قطب الدین، اسلام پور، بنگال (۳۸) حافظ وقاری خلیل عبد البصیر، راج محل، جھارکھنڈ (۳۹) حافظ وقاری عبد الجلیل، راج محل، جھارکھنڈ۔

دعاء گو ہوں کہ رب قدیر مؤلف کی کاوش مقبول فرمائے۔

محمد شمشیر علی
۱۰ ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ

✲✲✲

ہماری مطبوعات

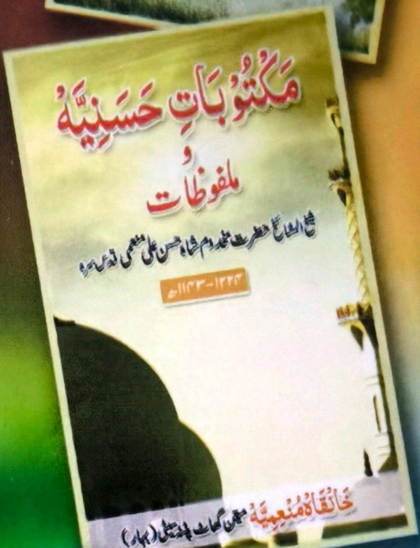

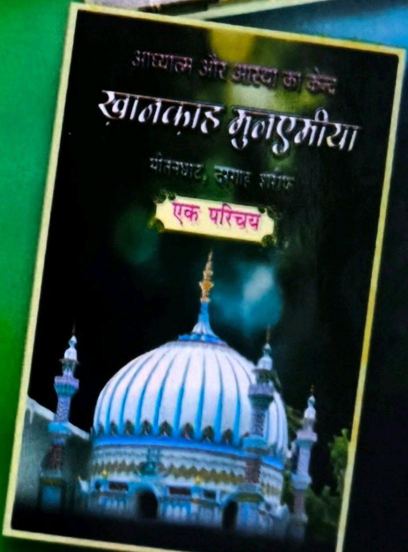

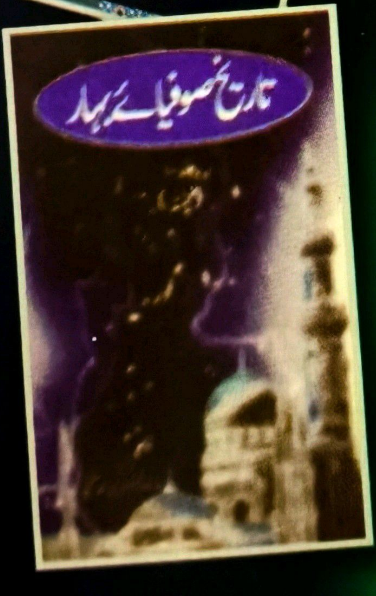

₹ 50/-

KHANQAH MUNEMIA Mitanghat, Patna City-8 (Bihar)
Ph. : 0612-2640786, Email:hazrat.mitanghat@gmail.com